ماہنامہ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

مارچ 2023ء

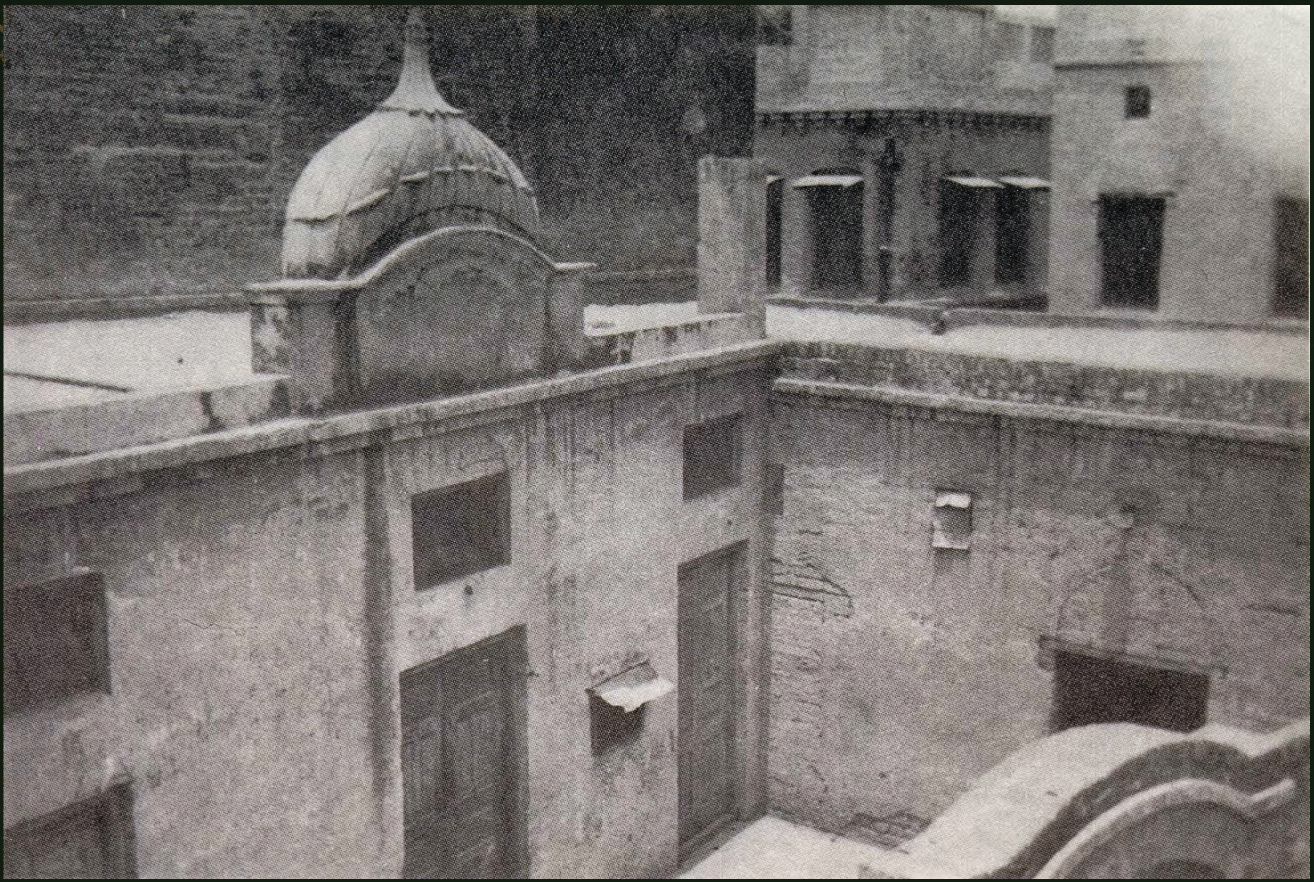

حضرت صوفی احمد جان رحمہ اللہ تعالیٰ کا مکان بمقام لدھیانہ

جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 23/ مارچ 1889ء کو پہلی بیعت لی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پس ہر احمدی کو، ہم میں سے ہر ایک کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تو کیا اس ماننے اور بیعت کا حق ادا کرنے والے بھی ہیں؟ اکثر میرے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو نمازیں بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے۔ نمازوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ استغفار کی طرف تو بعضوں کی بالکل توجہ نہیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں۔ اگر یہ حالت ہے تو ہم کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ہم اعمال صالحہ بجالانے والے ہیں؟ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔... پس بڑی فکر سے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم صرف رسمی طور پر یوم مسیح موعود منانے والے نہ ہوں بلکہ مسیح موعود کو قبول کرنے کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہر قسم کے اندرونی اور بیرونی فتنوں سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور ہر بلا اور ہر مشکل سے بچائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 23/ مارچ 2018ء بحوالہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 13/ اپریل 2018ء، صفحہ 9)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

مارچ 2023ء   رمضان 1444 ہجری قمری   جلد 52   شمارہ 3

فہرست مضامین

★ قرآنِ مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو نصائح از مکرم فضل الرحمان ناصؔر صاحب	13
★ تربیت اولاد کا ایک پہلو از مکرم عاطف احمد وقاص صاحب	21
★ سوانح حیات حضرت مولانا معین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مکرم ابو ولید خان صاحب	24
★ جماعت احمدیہ کینیڈا کے شعبہ امور خارجیہ کی ایک تاریخی کانفرنس اور ریفریشر کورس از مکرم محمد سلطان ظفؔر صاحب	27
★ مسجد بیت الاسلام کی تیس سالہ تقریبات کی چند جھلکیاں از مکرم ناصر احمد وینس صاحب	30
★ بچّوں کا صفحہ	32
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	34

نگران

ملک لال خان
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیرِ اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور فرحان احمد حمزہ قریشی

معاون مدیران

شفیق اللہ، منیب احمد، محمد موسیٰ
اور حافظ مجیب احمد

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

غلام احمد عابؔد اور دیگر معاونین

تزئین وزیبائش اور سرورق

شفیق اللہ، منیب احمد اور انوشہ منور

مینیجر

مبشر احمد خالؔد

رابطہ : www.ahmadiyyagazette.ca   Tel:905-303-4000 Ext:2241   editor@ahmadiyyagazette.ca

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ۝

(سورۃ آل عمران 165:3)

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ”لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ - يَعْنِيْ عِيسٰى - وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ“

(سنن ابی داوٗد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اور اس (یعنی عیسیٰؑ) کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ وہ ضرور نازل ہوگا۔ جب تم اسے دیکھو تو اسے پہچان لینا۔ وہ درمیانے قد کا شخص ہوگا۔ اس کا رنگ سرخ و سفید ہوگا، ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوں گے۔ ایسا لگے گا کہ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے گو وہ تر نہ ہوں گے۔ پس وہ لوگوں سے اسلام کے لئے لڑے گا، صلیب توڑے گا، سؤر قتل کرے گا اور جزیہ ختم کرے گا۔ اس کے زمانے میں اسلام کے سوا اللہ تعالیٰ باقی مذاہب کو ختم کر دے گا اور مسیح دجّال کو ہلاک کرے گا۔ پس وہ زمین پر چالیس سال رہے گا پھر وفات پائے گا اور مسلمان اس کا جنازہ پڑھیں گے۔

اے میرے عزیزو! میرے پیارو!
میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو!

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لئے معیّن طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا، تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔

میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں۔ اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اُس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لے گا مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔

اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی، مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔“

(فتحِ اسلام۔ روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 34)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ جنوری 2023ء کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 6/ جنوری 2023ء

وقف جدید کے پینسٹھ ویں (65) سال کے دوران افرادِ جماعت کی طرف سے پیش کی جانے والی مالی قربانیوں کا تذکرہ اور چھیاسٹھ ویں (66) سال کے آغاز کا اعلان

وقف جدید کے پینسٹھ ویں سال کے اختتام پر جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کو دورانِ سال اس مالی نظام میں ایک کروڑ بائیس لاکھ پندرہ ہزار پاؤنڈ مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی یہ وصولی گزشتہ سال کے مقابلے میں نو لاکھ اٹھائیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 6/ جنوری 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ آل عمران کی آیت 93 کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کے حوالے سے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز نہیں پا سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔ فرمایا تم حقیقی نیکی کو پا نہیں سکتے جب تک بنی نوع کی ہمدردی میں وہ مال خرچ نہ کرو جو تمہارا پیارا مال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مالی قربانی کو اس حد تک اہمیت دی ہے کہ حقیقی نیکی جس سے اللہ راضی ہو بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جب اپنی محبوب چیز ہمدردی خلق میں خرچ کی جائے پھر یہ نجات کا ذریعہ بنتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کا محبوب مال ہی قبول ہوتا ہے اور پھر وہ قربانی کرے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے دے۔ یہی حقیقی نیکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ حقیقی اتقا اور ایمان کے حصول کے لیے فرمایا

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (سورۃ آل عمران 93:3)

یعنی حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک تم عزیز ترین شئے خرچ نہ کرو گے کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ اس آیت میں اسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت دی گئی ہے۔ پس مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی اور وہ اپنے گھر کا کُل اثاثہ لے کر حاضر ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی آپؑ کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اشاعت لٹریچر اور اشاعت اسلام کے لیے اعلیٰ ترین مثال حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قائم فرمائی۔

آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا کہ میں آپؑ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے، میرا نہیں آپؑ کا ہے۔ حضرت پیر و مُرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دین کی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں مُراد کو پہنچ گیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے صحابہؓ تھے جنہوں نے اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ایسی ایسی قربانیاں دیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا کہ ان کی قربانیاں دیکھ کر مجھے حیرت ہوتی ہے۔ قربانیوں کی یہ جاگ افراد جماعت کو ایسی لگی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جاری نظام خلافت میں بھی اللہ تعالیٰ ہر دَور میں قربانی کرنے والے عطا کرتا چلا جا رہا ہے جو اپنی ترجیحات کو پس پشت ڈال کر بڑھ بڑھ کر قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل

سے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے ہیں۔ایسی مثالیں ہیں کہ قربانی کرنے والے نہ صرف دنیاوی فائدہ اُٹھا رہے ہیں بلکہ اُن کے ایمان میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

حضور انور نے دنیا بھر کے مختلف ممالک سے احباب جماعت کی مالی قربانی کے ایمان افروز واقعات پیش کرتے ہوئے فرمایا:

- کہ لائبیریا کے ایک معلم صاحب لکھتے ہیں کہ وقف جدید کی وصولی کے لیے نومبائعین کی ایک جماعت میں ایک خادم کے گھر گیا تو اُن کی والدہ نے گھر میں پیسے نہ ہونے پر معذرت کی۔ ہم واپس آگئے تھوڑی دیر بعد وہ خادم دوڑتا ہوا آیا اور اپنی سکول کی فیس کے دو سو پچاس لائبیرین ڈالر چندے میں دیتے ہوئے کہا کہ ہمارا گھر اس تحریک سے محروم نہ رہے۔ کچھ عرصے بعد اُس خادم نے بتایا کہ میرے ایک رشتہ دار نے میری سکول کی ضروریات کے لیے 2500 ڈالر کی رقم مجھے بھیجی ہے جس سے میں نے سکول کی فیس بھی ادا کی اور دیگر ضروریات بھی پوری کیں۔ اللہ تعالیٰ نے میری قربانی سے دس گنا بڑھ کر مجھے نوازا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ دلوں میں ایمان و یقین پیدا کرتا ہے۔

- گنی کناکری کی ایک جماعت منسایا کے مشنری کہتے ہیں کہ احباب جماعت کو تحریک وقف جدید کی اہمیت اور اُس کے چندے کی برکات کے بارہ میں بتایا گیا تو ایک گاؤں کے امام جو کہ حال ہی میں احمدی ہوئے ہیں کہنے لگے کہ پہلے میں چندہ ادا کروں گا تا کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن سکیں اور اپنی جیب میں موجود دس ہزار گنی فرانک چندہ میں ادا کر دیا۔ بعد میں یہ امام صاحب ملنے کے لیے آئے تو بتایا کہ میرے چندہ ادا کرنے کے بعد ایک دوست نے پندرہ لاکھ فرانک تحفۃً مجھے بھجوائے جو کہ یقیناً میری قربانی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا سلوک نومبائعین کے ساتھ۔

- تنزانیہ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون دو ہزار شلنگ لے کر گھر کی خریداری کے لیے بازار جا رہی تھیں کہ معلم صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ معلم صاحب نے چندہ وقف جدید کا کہا تو فوراً ایک ہزار شلنگ چندہ میں دے دیے۔ ابھی وہ خاتون تھوڑا ہی آگے گئی تھیں کہ ایک عورت نے پیچھے سے آواز دی کہ میں نے تم سے پانچ ہزار شلنگ قرض لیا تھا یہ واپس کرنے آئی ہوں۔ وہ خاتون واپس معلم صاحب کے پاس آئیں اور ایک ہزار شلنگ مزید چندے میں دیے اور کہا اللہ تعالیٰ نے چندے کی برکت سے مجھے پُرانا دیا ہوا قرض واپس دلوا دیا۔

- نائیجیریا کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ کانو اسٹیٹ کے ایک احمدی دوست ناصر احمد صاحب نے تین سال سے بے روزگاری کی وجہ سے چندہ دینا بھی بند کیا ہوا تھا کہ اُنہیں خیال آیا کہ کیوں نہ اپنی استطاعت کے مطابق چندہ دینا شروع کر دوں لہٰذا چندہ دینا شروع کیا اور تین ماہ بعد ہی ایک کمپنی میں مارکیٹنگ کے لیے ملازمت مل گئی۔ اتنے عرصے بعد ملازمت ملنے پر اُنہیں چندہ کی برکات پر یقین ہو گیا۔

- انڈونیشیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک چھوٹی جماعت سے تعلق رکھنے والے عبدالرحیم صاحب کہتے ہیں کہ ہر سال چندہ وقف جدید کی ادائیگی کرتا ہوں۔ سال 2019ء اور 2020ء میرے لیے مشکل سال تھے۔ نیا کاروبار کرنے کی وجہ سے ملازمت چھوڑ دی تھی۔ کاروبار بھی نہ چلا اور جمع پونجی بھی ختم ہو گئی۔ وقف جدید کے وعدے کی ادائیگی کی کوئی صورت نہیں بن رہی تھی۔ ہر روز تہجد میں دعا کرتا اور خلیفۃ المسیح کو خط بھی لکھتا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح اپنے وعدے کی ادائیگی کر دی۔ چند دن بعد ہی اُسی جگہ سے ملازمت کے لیے بلایا گیا جہاں سے سات سال قبل استعفیٰ دیا تھا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ 51 سال کی عمر میں ایک مستقل آمدنی کی صورت پیدا ہو گئی۔

حضور انور نے سینیگال، سیرالیون، گیمبیا، کانگو کنشاسا اور میسیڈونیا کے احباب جماعت کے بھی چند ایمان افروز واقعات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کو اپنے معیار بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور جو زیادہ بہتر حالت میں ہیں لیکن قربانی کے اعلیٰ معیار نہیں ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو سمجھنے والے ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ یہ تم پر اُس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے امراء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے 2023ء میں وقف جدید کے 66ویں سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ چندہ وقف جدید میں گزشتہ سال احباب جماعت نے ایک کروڑ بائیس لاکھ پندرہ ہزار پاؤنڈ کی قربانی پیش کی ہے جو کہ دنیا کے معاشی حالات بہتر نہ ہونے کے باوجود گزشتہ سال سے نو لاکھ اٹھائیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ الحمد للہ۔

حضور انور نے بعد ازاں وصولی کے لحاظ سے دنیا کی مختلف جماعتوں کی پوزیشن کا اعلان فرمایا جس کے مطابق پہلی دس جماعتوں کی پوزیشن کچھ اس طرح ہیں:

برطانیہ، کینیڈا، جرمنی، امریکہ، بھارت، آسٹریلیا، مڈل ایسٹ کی ایک جماعت، انڈونیشیا، مڈل ایسٹ کی ایک جماعت، بیلجیم۔

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے ممالک کی ترتیب اس طرح ہے:

امریکہ، سوئٹزرلینڈ، برطانیہ، آسٹریلیا، کینیڈا۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں:

گھانا، ماریشس، نائیجیریا، برکینا فاسو، تنزانیہ، لائبیریا، گیمبیا، یوگنڈا، بینن اور سیرالیون ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ امسال شاملین کی تعداد میں اکسٹھ ہزار مخلصین کا اضافہ ہوا ہے اور مجموعی تعداد پندرہ لاکھ چھ ہزار ہو گئی ہے۔

حضور انور نے برطانیہ، کینیڈا، جرمنی، امریکہ، پاکستان، بھارت اور آسٹریلیا کے

ممالک کی جماعتوں کی پوزیشن کا بھی اعلان کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سب شاملین کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ جنوری 2023ء

حضرت عبد اللہ بن جحشؓ،حضرت صالح شقرانؓ،حضرت مالک بن دُخشمؓ،حضرت عکاشہؓ،حضرت خارجہ بن زیدؓ، حضرت خالد بکیرؓاور حضرت عمار بن یاسرؓ کی سیرت کے بعض پہلوؤں کا دلنشین تذکرہ

مہدی آباد برکینا فاسو میں 9/احمدیوں کی افسوس ناک شہادت، شہداء کی بلندیٔ درجات نیز بورکینا فاسو کے حالات کے لیے احباب جماعت کو دعا کی تحریک

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13/ جنوری 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ مَیں نے گزشتہ خطبے میں بتایا تھا کہ بعض صحابہ کے ذکر کا کچھ حصّہ رہ گیا ہے وہ بیان کروں گا۔ آج اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پہلے بیان ہوگا۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ بنو اسد سے تھا۔ آپؓ کا قد درمیانہ اور سر کے بال بہت گھنے تھے۔ ایک مہم کے موقعے پر آپؓ کو امیر مقرر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ مَیں تم پر ایسے شخص کو امیر مقرر کر رہا ہوں جو تم سے بہتر تو نہیں لیکن بھوک اور پیاس کی برداشت میں تم سے زیادہ مضبوط ہے۔ ایک روایت کے مطابق اسلام میں سب سے پہلے جھنڈے کی ابتدا حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی اور سب سے پہلا مالِ غنیمت بھی آپؓ نے تقسیم کیا۔ قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سربراہی میں جانے والی ایک مہم کا ذکر فرماتے ہیں۔ اس مہم میں مسلمانوں نے شہر حرام میں بامر مجبوری قتال کیا تھا۔ جب اس بات کی خبر آنحضرت ﷺ کو ملی تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ مَیں نے تمہیں شہر حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی ہوئی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی سخت پشیمان ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار احد کے دن ٹوٹ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جو اُن کے ہاتھ میں تلوار کی طرح ہوگئی۔ ایک موقع پر حضرت امام شعبی نے بنو اسد کی چھ خوبیاں گنوائیں جس میں تیسرے اور چوتھے نمبر پر اس بات کا ذکر فرمایا کہ اسلام میں سب سے پہلا علَم بنی اسد میں سے ایک شخص عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا گیا۔ نیز بنو اسد کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا مالِ غنیمت بھی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقسیم کیا۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد کے دن شہید ہوئے تو حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؓ کے نکاح میں تھیں، ان کی شہادت کے بعد حضور ﷺ نے حضرت زینب سے شادی کر لی۔

اگلا ذکر حضرت صالح شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ بعض کے نزدیک حضرت شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کو اپنے والد کی طرف سے ورثے میں ملے تھے۔ غزوہ بدر کے بعد آپؐ نے انہیں آزاد فرمادیا تھا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد جن اشخاص کو آپؐ کو غسل دینے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں حضرت صالح شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے کو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ کیا اور لکھا کہ مَیں تمہاری طرف ایک صالح آدمی کو بھیج رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاں اس کے والد کا جو مقام ہے، اس کے مطابق اس سے سُلوک کرنا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں آپؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت صالح شقران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مَیں نے آپؐ کو ایک گدھے پر سوار نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اگلا ذکر حضرت مالک بن دُخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ آپؓ کا نام مالک بن دخیشن یا ابنِ دخشن بھی بیان ہوا ہے۔ سہیل بن عمرو کو قیدی بنانے کے موقع پر حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اشعار کہے تھے ان میں یہ ذکر ملتا ہے کہ مَیں نے سہیل کو قیدی بنایا اور اس کے بدلے میں کسی قوم کے دوسرے فرد کو قیدی بنانا نہیں چاہتا۔ غزوہ احد کے دن مالک بن دُخشم حضرت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے انہیں 13/ زخم آئے تھے۔ مالک نے ان سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس پر حضرت خارجہ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے بھی تو اللہ بہرحال زندہ ہے اور وہ نہیں مرے گا۔ محمد ﷺ نے اسلام کا پیغام پہنچا دیا ہے اس لیے تم بھی اپنے دین کے

لیے قتال کرو۔ ایک اور روایت کے مطابق اس کے بعد حضرت مالک سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گذرے انہیں 12/ مہلک زخم آئے تھے۔ حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے بھی یہی بات کہی تو سعد بن ربیع نے بھی فرمایا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا ہے، پس اسلام کی خاطر لڑو۔

لوگوں میں سے بعض نے آنحضرت ﷺ سے حضرت مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت یہ عرض کیا کہ مالک منافقین کی پناہ گاہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ لوگوں نے کہا کہ پڑھتا ہے لیکن وہ ایسی نماز ہے جس میں کوئی خیر نہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے دو بار فرمایا کہ مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے حضرت مالک بن دُخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عاصم بن عدی کو مسجد ضرار کو منہدم کرنے کے لیے بھجوایا تھا۔ آپؓ کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ ان کی نسل آگے نہیں چلی۔

پھر حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔ ان کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں 12/ ہجری میں شہادت ہوئی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک شخص جنتی تھا مگر پھر بھی زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتا تھا اور وہ عکاشہ تھے۔ غزوہ بدر کے فوراً بعد 2/ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مہم پر روانہ فرمایا اس سریہ میں عکاشہؓ بھی عبد اللہ کے ساتھ تھے۔ غزوہ احد کے موقع پر حضور ﷺ مسلسل تیراندازی فرماتے رہے، جس کی وجہ سے کمان کا ایک حصّہ ٹوٹ گیا حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمان باندھنے کے لیے ڈور آپؐ سے لی مگر وہ ڈور چھوٹی پڑ گئی۔ آپؓ نے عرض کیا کہ ڈور چھوٹی پڑ گئی ہے تو آپؐ نے فرمایا اس کو کھینچو، حضرت عکاشہ کہتے ہیں کہ مَیں نے ڈور کو کھینچا اور خدا کی قسم وہ اتنی لمبی ہوگئی کہ مَیں نے کمان کے سرے پر اسے دو تین بَل بھی دیے۔

ایک مہم کے موقع پر حضور ﷺ نے مدینے میں خطرے کا اعلان کیا تو گھڑسوار آپؐ کے پاس جمع ہونے لگے۔ ان سواروں میں حضرت عکاشہؓ بھی شامل تھے۔

اگلا ذکر ہے حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ آپ کی کنیت ابوزید تھی۔ بعض دیگر صحابہ کے ساتھ انہوں نے یہود سے توریت میں مذکور بعض باتوں کے بارہ میں سوال کیا تو یہود نے بتانے سے انکار کر دیا۔ جس پر قرآنی وحی بھی نازل ہوئی۔

اگلا ذکر زیاد بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ آپ کی نسل مدینہ اور بغداد میں مقیم تھی۔ حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ نے ایک قوم کی طرف انہیں دین سکھانے کے لیے بھی بھجوایا تھا۔ آپؓ 41 ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں فوت ہوئے۔

پھر حضرت خالد بن بُکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔ یہ قبیلہ بنو سعد سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں بھی حضور ﷺ نے دین کی تعلیم دینے اور قرآن پڑھانے کے لیے ایک قوم کی طرف دیگر پانچ اصحاب کے ہم راہ روانہ فرمایا۔ اُن لوگوں نے جو دین سیکھنے کے لیے انہیں ساتھ لے کر گئے تھے بعد میں دھوکے سے شہید کر دیا تھا۔

پھر حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ ﷺ ایک غلام عمار کے پاس سے گزرے اور حال دریافت فرمایا۔ عمار نے بتایا کہ دشمن مجھے مارتے رہے اور جب تک آپؐ کے خلاف کلمات نہ کہلوا لیے مجھے نہ چھوڑا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم دل میں کیا محسوس کرتے ہو۔ عمارؓ نے بتایا کہ دل میں تو غیر متزلزل ایمان ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اگر دل ایمان پر مطمئن تھا تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوری کو معاف کر دے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہونے والی شورش جب بڑھی اور صحابہ کو بھی خطوط آنے لگے تو صحابہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گورنروں کے متعلق ان باتوں سے آگاہ کیا۔ مشورے کے بعد بعض اصحاب کو تحقیق کے لیے بھجوایا گیا۔ باقی سب نے تو مثبت رپورٹ بھجوائی تاہم عمارؓ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور اس میں اس قدر دیر ہوئی کہ یہ خیال کیا گیا کہ وہ مارے گئے ہیں۔ مگر اصل بات یہ تھی کہ وہ اپنی سادگی اور سیاست سے ناواقفیت کے باعث مفسدوں کے پھندے میں پھنس گئے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عمار بن یاسر کا ان مفسدوں کے دھوکے میں آجانا ایک خاص وجہ سے تھا اور وہ وجہ یہ تھی کہ جیسے ہی آپؓ مصر پہنچے تو ان مفسدوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور اپنی تیز زبانی سے والی مصر کے خلاف شکایات لگانی شروع کر دیں اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سادگی میں ان شکایات کو درست تسلیم کر لیا تھا۔

جنگِ صفین کے موقع پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ حقیقت ظاہر ہوگئی تھی کہ ان فتنہ پرداز لوگوں نے کس طرح چالاکی سے فساد برپا کر کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ جنگِ صفین میں آپؓ نہایت بہادری سے شریک رہے اور شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

بورکینا فاسو کی افسوسناک خبر

خطبے کے آخر میں حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک افسوس ناک خبر ہے کہ بورکینا فاسو میں پرسوں ہمارے 9/ احمدی نہایت ظالمانہ طریقے سے شہید کر دیے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کی تفصیلات بعض آگئی ہیں بعض ابھی آرہی ہیں۔ ان کا ذکر ان شاء اللہ میں اگلے خطبے میں کروں گا۔

حضورِ انور نے شہداء کے بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی اور احبابِ جماعت کو دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں کے حالات ابھی بھی خراب ہیں، دہشت گرد دھمکی دے کر گئے ہیں۔ ان کے لیے دعا بھی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر شر سے انہیں محفوظ رکھے۔ آمین۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ جنوری 2023ء

مہدی آباد برکینا فاسو میں نو احمدیوں کی دردناک شہادت اور افسوسناک واقعہ کا تفصیلی ذکر

عشق و وفا اور ایمان و اخلاص سے پُر جو نمونہ افریقن احمدیوں نے دکھایا وہ بے مثال ہے۔

ایک کے بعد دوسرے نے اپنی جان کی قربانی پیش کر دی۔

برکینا فاسو کے شہداء احمدیت کے چمکتے ستارے ہیں۔ آزمائش میں پورا اُترے، اپنے پیچھے ایک نمونہ چھوڑ گئے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20 جنوری 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ کی آیات 155 ۔ 157 کی تلاوت کی اور ان کا ترجمہ بیان فرمایا جو درج ذیل ہے۔

''اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔ اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ اُن لوگوں کو جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

اس کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس آیت کے حوالہ سے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے لیے یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ مُردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ جماعت احمدیہ میں گزشتہ سو سال سے زائد عرصے سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان کی قربانیاں پیش کی جارہی ہیں۔ کیا ان کی قربانیاں رائیگاں گئیں؟

جہاں اللہ تعالیٰ ان شہداء کے مقام کو بلند کرتا رہا ہے وہاں جماعت کو پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازتا رہا۔

ان شہیدوں نے جو مقام پایا ہے اور جہاں ان کے درجات ہمیشہ بڑھتے چلے جانے والے ہیں وہاں اس دنیا میں بھی ہمیشہ کے لیے ان کے نام روشن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ان کا جان دینا نہ صرف اپنے لیے بلکہ جماعت کی زندگی کا بھی باعث بن رہا ہے۔ یہی تو ہیں جو پیچھے رہنے والوں کی زندگی اور ترقیات کا ذریعہ بن رہے ہیں تو پھر وہ مُردہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں جان کی یہ قربانی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دَور میں حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی سے شروع ہوئی۔ جان کی قربانی شروع میں افغانستان اور برصغیر کے احمدیوں کے حصے میں رہی۔ 2005ء میں افریقہ کے ملک کانگو میں ایک احمدی نے خالصتاً جماعت کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ لیکن گزشتہ دنوں برکینا فاسو میں عشق و وفا، ایمان و یقین سے پُر جو نمونہ افریقن احمدیوں نے دکھایا وہ بے مثال ہے۔

اُن کو موقع دیا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا انکار کر دو اور اس بات پر یقین کر و کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں تو ہم تمہاری جان بخشی کر دیں گے۔ لیکن اُن لوگوں نے جن کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط نظر آتا ہے جواب دیا کہ جان تو ایک دن جانی ہی ہے آج نہیں تو کل لہٰذا اس کو بچانے کے لیے ہم اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتے۔ جس سچائی کو ہم نے دیکھ لیا ہے اس کو ہم نہیں چھوڑ سکتے اور یوں ایک کے بعد دوسرا اپنی جان قربان کرتا چلا گیا۔ ان کی عورتیں اور بچے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے اور کسی نے کوئی واویلا نہیں کیا۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانی کے بعد دنیائے احمدیت میں قربانیوں کی ایک نئی تاریخ رقم کی ہے۔

یہ اپنی دنیاوی زندگیوں کی قربانی دے کر ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے والے بن گئے۔ انہوں نے جان، مال اور وقت کی قربانی کے عہد کو ایسا نبھایا کہ بعد میں آکر پہلے آنے والوں سے سبقت لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کو اُن بشارتوں کا وارث بنائے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کی راہ میں قربانیاں کرنے والوں کو دی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب مختصراً اُن شہداء کے حالاتِ زندگی بیان کروں گا جن سے ان کے ایمان کی پختگی کا پتا چلتا ہے۔ تفصیلات کے مطابق برکینا فاسو کا ایک شہر ڈوری ہے جہاں مہدی آباد میں نئی آبادی ہوئی تھی۔ 11/ جنوری کو نو (9) احمدی بزرگوں کو عشاء کے وقت مسجد کے صحن میں باقی نمازیوں کے سامنے اسلام اور احمدیت سے انکار نہ کرنے کے باعث ایک ایک کر کے شہید کر دیا گیا۔ چار موٹر سائیکلوں پر آٹھ مسلح افراد مسجد میں آئے تھے جو کہ احمدیہ مسجد میں آنے سے پہلے وہاں قریب ہی واقع وہابیوں کی ایک مسجد میں موجود تھے جہاں انہوں نے مغرب سے عشاء تک وقت گزارا لیکن وہاں کسی کو نقصان نہ پہنچایا۔ جب یہ احمدیہ مسجد میں آئے تو اُس وقت عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔ اذان کے

بعد مؤذن سے اعلان کروایا کہ احباب جلدی مسجد میں آجائیں کچھ لوگ آئے ہیں اور انہوں نے کوئی بات کرنی ہے۔ پھر اُن کے پوچھنے پر الحاج ابراہیم بدگا صاحب نے بتایا کہ وہ امام مسجد ہیں۔ پھر ان کے پوچھنے پر کہ نائب امام کون ہے آگو ما عبدالرحمٰن صاحب نے بتایا کہ وہ نائب امام ہیں۔ جس کے بعد انہوں نے عقائد جماعت احمدیہ کے بارہ میں امام صاحب سے کافی سوالات کیے۔ امام صاحب نے بتایا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں۔ ہمارا تعلق احمدیہ مسلم جماعت سے ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام امام مہدی ہیں۔

دہشت گردوں نے کہا کہ احمدی پکے کافر ہیں۔ پھر ملحقہ سلائی سینٹر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کی تصاویر کے بارہ میں پوچھا۔ امام صاحب نے ایک ایک تصویر کا تعارف کروایا۔ انہوں نے کہا کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ (نعوذ باللہ) جھوٹا ہے۔ جس کے بعد انہوں نے مسجد میں موجود تقریباً ستّر (70) نمازیوں میں سے عمر کے حساب سے بچوں نوجوانوں اور بزرگوں کے گروپ بنائے۔ دس بارہ لجنہ بھی موجود تھیں۔ بڑی عمر کے افراد کو کہا کہ وہ مسجد کے صحن میں آجائیں۔ ایک معذور فرد بھی تھے جن کو انہوں نے منع کر دیا کہ تم کسی کام کے نہیں تم اندر ہی رہو۔

باقی افراد کو مسجد کے صحن میں لے آئے اور امام صاحب سے کہا کہ اگر وہ احمدیت سے انکار کر دیں تو اُن کی جان بخش دی جائے گی۔

امام صاحب نے جواب دیا کہ میرا سر قلم کر دیں مگر میں احمدیت نہیں چھوڑوں گا۔

دہشت گردوں نے زمین پر لٹا کر اُن کی گردن پر چھرا رکھا اور ذبح کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے کھڑا کر کے مار دیں تو انہوں نے اُن کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔

دہشت گرد سمجھے کہ باقی افراد ڈر کر مان جائیں گے اور ایک اور بزرگ کو بلا کر کہا کہ احمدیت سے انکار کرنا ہے یا مرنا ہے تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ ایک اور بزرگ کو بلا کر کہا کہ احمدیت سے انکار کرنا ہے یا مرنا ہے تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ احمدیت نہیں چھوڑ سکتا۔ اور پھر اُن کے سر پر گولیاں مار کر اُن کو بھی شہید کر دیا۔ اس طرح باقی افراد کو ایک ایک کر کے بلایا اور شہید کر دیا۔ کسی ایک نے بھی ذرا سی بھی کمزوری نہ دکھائی اور نہ ہی احمدیت سے انکار کیا۔ کسی ایک کا بھی ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ سب نے ایک دوسرے سے بڑھ کر یقین و وفا اور دلیری کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جانیں پیش کر دیں۔ ہر شہید کو کم وبیش تین گولیاں ماری گئیں۔ ان میں دو جڑواں بھائی بھی شامل تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ''تذکرۃ الشہادتین'' میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا۔ پس ہم گواہ ہیں کہ آج افریقہ کے رہنے والوں نے اس کا نمونہ دکھا دیا اور قائمقامی کا حق ادا کر دیا۔

دہشت گردوں کے مسجد میں آنے اور ساری کارروائی مکمل ہونے میں ڈیڑھ گھنٹے کا وقت بنتا ہے۔ باقی افراد جس کرب سے گزرے ہوں گے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے سامنے ان کے پیاروں کو شہید کیا جا رہا تھا۔ بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام شہداء کا تعارف کروایا۔

امام الحاج ابراہیم بدگا صاحب

امام صاحب اس علاقے کے سب سے بڑے وہابی امام تھے۔ آپ نے بہت تحقیق کے بعد بیعت کی تھی اور بعد میں ایک پُر جوش مبلغ کی حیثیت میں سامنے آئے۔ امام صاحب ایک بہت صاحبِ علم آدمی تھے۔ اس علاقے کے لوگ تماشق قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اور زیادہ تر وہابی مسلمان ہیں لیکن مہدی آباد کے باشندے بیعت کرنے میں سبقت لے گئے اور اتنی بڑی قربانی دے کر ایک خاص مقام حاصل کر چکے ہیں۔

امام صاحب کی درخواست پر مَیں نے اس گاؤں کا نام ''مہدی آباد'' رکھا تھا۔ امام صاحب کی عمر 68 سال تھی۔ تعلیم کے لیے سعودی عرب میں مقیم رہے۔ تماشق زبان کے عالم تھے۔ احمدیت سے قبل کئی دیہات کے چیف تھے۔ علاقے کے بڑے بڑے علماء ان کے پاس بیٹھنے میں اپنی شان سمجھتے تھے۔ بعض اوقات یہ تعداد پانچ سو تک پہنچ جاتی تھی جو اِن کے پاس قیام کرتے اور اِن سے فیض پاتے تھے۔ اِن کے شاگرد بیان کرتے ہیں کہ اُن دنوں میں بھی امام صاحب کہا کرتے تھے کہ ابھی صداقت ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ صداقت کو ماننے والے تھوڑے ہوتے ہیں اور جب صداقت ظاہر ہوگی تو ماننے والے تھوڑے ہو جائیں گے اور یہ لوگ میرے پاس سے اُٹھ کر چلے جائیں گے۔ انہوں نے اپنی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے اندازہ لگا لیا تھا کہ ابھی صداقت ظاہر ہونی ہے۔ 1998ء میں ڈوری میں باقاعدہ احمدیہ مشن قائم ہونے کی اطلاع امام صاحب کو پہنچی اور انہیں علم ہوا کہ احمدی وفات عیسیٰ کے قائل ہیں اور مسیح کے آنے کی خبر دیتے ہیں تو سات (7) افراد کے ساتھ مشن ہاؤس آئے اور بہت تحقیق کے بعد بیعت کی۔ سمجھ کر صداقت کو قبول کیا اور پھر قربانی کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ بے خوف داعی الی اللہ اور فدائی احمدی تھے۔ آپ کی کوششوں سے علاقے بھر میں احمدیت پھیلی اور کئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ تبلیغ کا جنون تھا۔ قتل کی دھمکیوں کے باوجود اپنی کوششیں ترک نہ کیں۔ خلافت سے بھی بے انتہا وفا کا تعلق تھا۔ لوگوں سے بہت خوش خُلقی سے پیش آتے اور دوسروں کے لیے قربانی کرنا ان کا وصف تھا۔ علاقے کے لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے۔ ہر مالی قربانی میں سب سے پہلے خود قربانی کرتے تھے۔ ہر قسم کی جماعتی سرگرمی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔

الحسن آ گما نئیل صاحب

1999ء میں احمدیت قبول کی شہادت کے وقت ان کی عمر 71/سال تھی۔ پیشے کے لحاظ سے کسان تھے۔ بیعت کے وقت سے اخلاص و وفا میں ترقی کرتے چلے گئے۔ نمازوں میں باقاعدہ اور تہجد کے پابند تھے۔ جماعت کے لیے جان، مال اور وقت کی ان کی قربانی غیر معمولی ہے۔ گزشتہ سال وقف عارضی کی تحریک پر مہدی آباد میں سب سے پہلے اپنا نام لکھوایا۔ اس واقع میں آپ کے جڑواں بھائی آ گمالی ائیل حسینی کی بھی شہادت ہوئی ہے۔

حسینی آ گمالی ائیل صاحب

ان کی عمر بھی 71/سال تھی اور 1999ء میں بیعت کی تھی۔ اپنے گاؤں کے بتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ اس وقت زعیم انصار اللہ کے طور پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کیا کرتے تھے۔ نماز تہجد کے پابند تھے۔ ان کے جڑواں بھائی بھی اس واقع میں شہید ہوئے ہیں۔ دونوں بھائی ایک ہی دن دنیا میں آئے اور ایک ہی دن دنیا سے گئے۔

حمیدو آ گ عبدالرحمٰن صاحب

ان کی عمر 67 /سال تھی۔ پیشے کے لحاظ سے کسان تھے۔ 1999ء میں بیعت کی تھی۔ دل کے صاف اور حلیم طبع تھے۔ جماعتی کاموں میں صف اوّل کے شمار ہوتے تھے۔ بیماری کے علاوہ کبھی غیر حاضر نہ ہوتے۔ امام صاحب کے مددگار تھے۔ اپنی فیملی کو بھی جماعتی کاموں میں شامل ہونے کی تلقین کرتے تھے۔ خطبہ جمعہ انتہائی توجہ اور باقاعدگی سے سنتے تھے۔

صُلَح آ گ ابراہیم صاحب

پیشے کے اعتبار سے کسان تھے۔ نماز باجماعت کے پابند تھے اور باقاعدگی سے چندہ ادا کیا کرتے۔ مجلس انصار اللہ کے متحرک رکن تھے۔ امام صاحب کے دست راست تھے۔ صاحب علم تھے اور مذہبی اور علمی گفتگو کیا کرتے تھے۔ نہایت شریف طبیعت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے حسن سلوک کرنا آپ کا خاص وصف تھا۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے لیے غرباء کی مالی مدد کیا کرتے تھے۔

عثمان آ گ سودے صاحب

ان کی عمر 59 /سال تھی۔ مہدی آباد کی مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نمازوں کے پابند تھے اور تہجد باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے۔ مالی قربانی کے علاوہ جان کی قربانی بھی پیش کر دی۔ پیشے کے لحاظ سے تاجر تھے۔ جوتے فروخت کرنے کا کاروبار کرتے تھے۔ کم رقم کے باوجود کسی کو ننگے پاؤں واپس نہ جانے دیتے تھے۔ مغرب پر آتے اور عشاء کے بعد واپس جاتے۔ ہر کوئی گواہی دیتا کہ انتہائی مخلص تھے۔ مجھے بھی دعا کے خطوط باقاعدگی سے لکھتے تھے۔

آ گالی آ گما گوئیل صاحب

یہ 1970ء میں پیدا ہوئے اور اپنے والد صاحب کے ساتھ 1999ء میں احمدیت قبول کی۔ پیشے کے اعتبار سے کسان تھے۔ بہت مخلص احمدی تھے۔ نمازوں اور چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔

موسیٰ آ گ ادراہی صاحب

شہادت کے وقت ان کی عمر 53 /سال تھی۔ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ احمدیت سے قبل وہابیوں کے سرگرم کارکن تھے۔ تہجد اور نمازوں میں باقاعدہ تھے۔ مغرب کی نماز پڑھنے مسجد میں آتے تو عشاء کی نماز پڑھ کر ہی واپس گھر جاتے تھے۔ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ہر کوئی گواہی دیتا ہے کہ یہ ایک مخلص اور فدائی احمدی ہونے کا نمونہ تھے۔ مجھے باقاعدگی سے دعائیہ خطوط لکھتے تھے۔

آ گوما آ گ عبدالرحمٰن صاحب

شہادت کے وقت ان کی عمر 44/سال تھی۔ شہداء میں سب سے چھوٹے تھے۔ 1999ء میں بیس سال کی عمر میں احمدیت قبول کی اور پھر جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا میں ترقی کی۔ انتہائی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ امام صاحب کے دستِ راست تھے۔ دہشت گردوں کو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بتایا کہ میں نائب امام ہوں۔ تہجد اور نمازوں کے پابند تھے۔ مسجد میں بچوں کو ساتھ لاتے اور ان کی تربیت کا خیال رکھتے۔ سائیکل چلانے کے ماہر تھے۔ جماعتی کاموں کے لیے پورے علاقے میں لمبے لمبے سفر کرتے۔ برکینافاسو سے گھانا سائیکل پر جانے والے قافلے میں بھی شامل تھے۔ جب آٹھ افراد کو شہید کر دیا گیا تو سب سے چھوٹے تھے لیکن بڑی شجاعت سے جواب دیا کہ جس راہ پر بزرگوں نے قربانی دی ہے میں بھی قربان ہونے کے لیے تیار ہوں۔ دہشت گردوں نے ان کو بے دردی سے چہرے پر گولیاں مار کر شہید کر دیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہر ایک کے نام کے ساتھ آ گ کا لفظ لگا ہوا ہے اور اس لفظ کا مطلب 'ابن' کے ہیں۔ پس یہ احمدیت کے چمکتے ستارے ہیں۔ اپنے پیچھے ایک نمونہ چھوڑ کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ایمان و یقین میں بڑھائے۔ دشمن سمجھتا ہے کہ اس طرح احمدیت ختم ہو جائے گی لیکن احمدیت پہلے سے بڑھے گی اور پنپے گی، ان شاءاللہ۔ انتظامیہ بھی حکمت عملی کے ساتھ تبلیغی پروگرام بنائے۔ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر اور حوصلہ دے اور ان کے بزرگوں نے جس مقصد کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں اس کو سمجھنے کی توفیق پانے والے ہوں۔

سیدنا بلال فنڈ

حضور انور نے فرمایا کہ شہداء کے خاندانوں کی ضرورت پورا کرنے اور ان کو اپنے

پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے خلافت رابعہ کے زمانے میں سیّدنا بلال فنڈ قائم کیا گیا تھا جس سے شہداء کے لیے خرچ کیا جاتا ہے۔ جو شہداء کے لیے دینا چاہیں وہ اس فنڈ میں ادائیگی کریں اور یہ ان شہداء پر کوئی احسان نہیں بلکہ ہمارا فرض ہے کہ ان کی ضروریات کا خیال رکھیں اور ان کو پورا کریں۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ قربانی کرنے والے اس آزمائش میں پورے اُترے۔ اب پیچھے رہنے والوں کا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ایمان و یقین پر قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان شہداء کے مقام کو بڑھائے، پھل پھول لگائے جس کے نتیجے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلتا دیکھیں۔

نماز جنازہ غائب

حضور انور نے آخر میں شہداء کے نماز جنازہ غائب کے ساتھ ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ امۃ اللطیف زیروی صاحبہ آف امریکہ کے بھی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ جنوری 2023ء

اخلاص و وفا کے پیکر بعض بدری صحابہ کی سیرتِ مبارکہ کا تذکرہ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27/ جنوری 2023ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج صحابہؓ کے ذکر میں سے کچھ بیان کروں گا۔ پہلا ذکر حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ان کے بارہ میں بعض اور روایات ملی ہیں۔ علامہ ابن عبد البر اپنی تصنیف الاستیعاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کی آیات وَآخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّآخَرَ سَيِّئًا۔ اور کچھ دوسرے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ انہوں نے اچھے اعمال اور بد اعمال ملا جلا دیئے، کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ آیات ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھ سات آٹھ آدمیوں کے بارہ میں ہے جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ بعد میں انہوں نے خدا کے حضور توبہ کی اور اپنے آپؐ کو ستونوں کے ساتھ باندھ لیا۔ ان کا اچھا عمل توبہ تھا اور ان کا بُرا عمل جہاد سے پیچھے رہنا تھا۔

مجمع بن جاریہ سے روایت ہے کہ حضرت انیس بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی زوجہ حضرت خنساء بنت خدام کے والد نے مزینہ قبیلے کے ایک آدمی کے ساتھ اُن کی شادی کر دی جو اُن کو ناپسند تھا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نکاح فسخ کر دیا جس کے بعد حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے شادی کی جن سے حضرت سائب بن ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن ابی یزید کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اُن کے گھر گئے تو وہاں ایک شخص پھٹے پُرانے کپڑوں میں بیٹھا تھا جس نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص قرآن کریم خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت ابوضیاح بن ثابت بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں پنڈلی میں پتھر کی نوک سے زخم لگنے کے بعد واپس لوٹنا پڑا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا حصہ رکھا۔ امام زہری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے بعد ملنے والوں کو ملاقات کی اجازت دیا کرتے تھے اور یہ اجازت آپؐ سے حضرت انسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیا کرتے تھے۔

عمران بن مناح کہتے ہیں کہ جب ابومرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے مرثد بن ابی مرثدؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اُس وقت آپؓ دونوں حضرت کلثوم بن ھِدمؓ کی طرف ٹھہرے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں کہ آپؓ غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے۔ حضرت ابومرثد کنازؓ حضرت ابوحمزہؓ کے ہم عمر اور حلیف تھے۔ حضرت ابومرثدؓ اور ان کے بیٹے حضرت مرثدؓ دونوں کو غزوہ بدر میں شریک ہونے کی توفیق ملی۔

ربیع الاوّل 2/ ہجری کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس شُتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ اپنے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی قیادت میں مدینہ سے مشرق کی جانب سیف البحر کی طرف روانہ فرمایا جہاں مکہ کے رئیس اعظم ابوجہل اور اُس کے تین سو سواروں کے لشکر سے سامنا ہوا۔ دونوں فوجیں لڑائی کے لیے صف آرا ہو گئیں کہ اس علاقے کے رئیس مجدی بن عمرو الجھنی رئیس اعظم معیدی بن عمرو الجھونی نے دونوں فریق کے درمیان بیچ بچاؤ کروا دیا اور لڑائی رُک گئی۔ یہ مہم سریہ حمزہ بن عبدالمطلب

کے نام سے مشہور ہے۔حضرت ابو مرثد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس سریہ میں شامل تھے۔ روایات میں مشہور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جھنڈا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باندھا تھا اور اس سریہ میں حضرت حمزہؓ کا جھنڈا حضرت ابو مرثدؓ اُٹھائے ہوئے تھے۔

حضرت سلیط بن قیس بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو عدی بن نجار سے تھا۔فتح مکہ کے موقع پر اور غزوہ حنین کے موقع پر انصار کے قبیلہ بنو مازن کا جھنڈا حضرت سلیط بن قیسؓ کے پاس تھا۔13/ہجری اور بعض کے مطابق 14/ہجری کے آغاز میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور خلافت میں مسلمانوں اور فارسیوں کے درمیان جنگ جسر کا واقعہ پیش آیا۔اس جنگ میں دو ہزار ایرانی تہ تیغ ہوئے جبکہ بعض روایات کے مطابق چھ ہزار ایرانی مارے گئے۔اسی طرح بعض کے مطابق اٹھارہ سو یا چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ان شہداء میں حضرت سلیط بن قیسؓ بھی شامل تھے۔

حضرت مجذر بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں سوید بن صامت کو قتل کر دیا تھا۔ بعد میں حضرت مجذرؓ اور حضرت حارث بن سوید بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا لیکن حضرت حارث بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے قتل کے بدلے کی تلاش میں رہے۔غزوہ اُحد میں جب قریش نے مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کیا تو حضرت حارثؓ نے پیچھے سے حضرت مجذرؓ کی گردن پر وار کر کے اُنہیں شہید کر دیا۔حضرت جبرئیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ حضرت حارثؓ نے دھوکے سے حضرت مجذرؓ کو قتل کر دیا ہے اور آپؐ کو حکم دیا کہ آپؐ حارثؓ کو مجذرؓ کے بدلے میں قتل کریں لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد قباء کے دروازے پر حضرت حارث بن سویدؓ کو قتل کر دیا۔

رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراءؓ کے ساتھ مکہ پہنچے اور ثنیہ پہاڑی سے نیچے اُترے تو ایک شخص کو دیکھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ہم نے انہیں نہیں پہچانا اور اُن سے پوچھا کہ نبوت کا دعوے دار شخص کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ وہ میں ہی ہوں۔ ہمارے کہنے پر آپؐ نے ہمیں اسلام کے بارے میں بتایا۔ حضرت رفاعہؓ بیت اللہ کے طواف کے لیے چلے گئے اور دعا کی جس کے بعد انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور اسلام قبول کر لیا۔حضرت رفاعہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدوی شخص نے نماز پڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ نماز دوبارہ پڑھو۔ اُس نے نماز پڑھی اور واپس آکر سلام کیا۔آپؐ نے اُسے دوبارہ نماز پڑھنے کا فرمایا۔اس طرح دو تین بار ہوا۔آخر اُس نے کہا کہ مجھے نماز سکھا دیں، آپؐ نے فرمایا کہ جب تم نماز کا ارادہ کرو تو پہلے اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرو۔ پھر کچھ قرآن یاد ہو تو اُسے پڑھو۔ پھر اطمینان سے رکوع کرو اور اس کے بعد بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر خوب اعتدال سے سجدہ کرو۔ پھر اطمینان سے بیٹھو۔ پھر سجدہ کرو اور پھر اُٹھو۔ اگر تم نے ایسا کر لیا تو تمہاری نماز پوری ہو گئی اور اگر تم نے اس میں کچھ کمی کی تو اتنی ہی تم نے اپنی نماز میں کمی کی۔

حضرت ابو اسید مالک بن ربیعہؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنو سلمہ کا ایک شخص آیا اور کہا کہ کیا ماں باپ کے مرنے کے بعد بھی اُن کے ساتھ حسن سلوک کی ضرورت ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، اُن کے لیے دعا کرنا، استغفار کرنا، اُن کے وعدوں کو پورا کرنا، اُن کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا، اُن کے دوستوں کی عزت کرنا۔ اس طرح اُن کو بھی ثواب پہنچتا رہے گا اور اُن کی مغفرت کے سامان ہوتے رہیں گے۔

عثمان بن ارقمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ تمہارے پاس جو مال غنیمت ہے اُسے چھوڑ دو تو حضرت ابو اسید الساعدی نے عائذ المرزبان کی تلوار رکھ دی اور حضرت ارقمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تلوار مانگ لی جس پر آپؐ نے وہ تلوار اُنہیں عطا کر دی۔

حضرت عبداللہ بن عبدالاسدؓ کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عبدالاسدؓ کو ایک پرچم دے کر بنو اسد کی سرکوبی کے لیے ڈیڑھ سو مہاجرین اور انصار کی سرکردگی میں بھیجا۔ آپؓ غزوہ اُحد اور بدر میں شریک ہوئے۔ آپؓ غزوہ اُحد میں بازو پر ایک زخم لگنے کی وجہ سے 3/جمادی الآخر 4/ہجری کو وفات پا گئے۔

حضرت خلاد بن رافعؓ کا تعلق انصار کے قبیلے بنو خزرج کی شاخ عجلان سے تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو دو تین مرتبہ نماز دوبارہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا تھا اور پھر اُس کے کہنے پر اُسے نماز کا طریق سکھایا تھا وہ حضرت خلاد بن رافعؓ ہی تھے۔

پھر حضرت عباد بن بشرؓ کا ذکر ہے۔ غزوہ خندق کے موقع پر انہیں بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت عباد بن بشرؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس موقع پر ابو سفیان اور اُس کے ساتھ چند مشرکین کا سامنا کیا اور انہیں واپس جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس موقع پر حضرت عباد بن بشرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کی حفاظت کرنے کی بھی توفیق پائی۔

پھر ذکر ہے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ ان کی وفات 65/سال کی عمر میں تیس ہجری میں مدینہ میں ہوئی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یعقوب بن عتبہ سے مروی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اپنی وفات کے دن چار ہزار دینار اور درہم چھوڑے۔

(بقیہ صفحہ 33)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو نصائح

مکرم فضل الرحمان ناصر صاحب استاذ جامعہ احمدیہ یو کے

الٰہی کارخانہ کی ایک اہم شاخ وعظ و نصیحت کا سلسلہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے والے احباب آپ کی براہ راست نصائح سے مستفید ہوتے اور اپنے روحانی امراض سے شفا پاتے ۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نصائح کے اس سلسلے کی افادیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنیوالے ہیں جو اس آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر اپنی اپنی نیّتوں کی تحریک سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہ شاخ بھی برابر نشوونما میں ہے۔ اگرچہ بعض دنوں میں کچھ کم مگر بعض دنوں میں نہایت سرگرمی سے اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہوں گے اور جس قدر اُن میں سے مستعد لوگوں کو تقریری ذریعوں سے روحانی فائدہ پہنچایا گیا اور اُن کے مشکلات حل کر دیئے گئے۔ اور اُن کی کمزوری کو دور کر دیا گیا اس کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ زبانی تقریریں جو سائلین کے سوالات کے جواب میں کی گئیں یا کی جاتی ہیں یا اپنی طرف سے محل اور موقعہ کے مناسب کچھ بیان کیا جاتا ہے یہ طریق بعض صورتوں میں تالیفات کی نسبت نہایت مفید اور مؤثر اور جلد تر دلوں میں بیٹھنے والا ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نبی اس طریق کو ملحوظ رکھتے رہے ہیں اور بجُز خدا تعالیٰ کے کلام کے جو خاص طور پر بلکہ قلم بند ہو کر شائع کیا گیا باقی جس قدر مقالات انبیاء ہیں وہ اپنے اپنے محل پر تقریروں کی طرح پھیلتے رہے ہیں۔ عام قاعدہ نبیوں کا یہی تھا کہ محل شناس لیکچرار کی طرح ضرورتوں کے وقتوں میں مختلف مجالس اور محافل میں اُن کے حال کے مطابق روح سے قوت پاکر تقریر کرتے تھے مگر نہ اس زمانہ کے متکلّموں کی طرح کہ جن کو اپنی تقریر سے فقط اپنا علمی سرمایہ دکھلانا منظور ہوتا ہے۔ یا یہ غرض ہوتی ہے کہ اپنی جھوٹی منطق اور سوفسطائی حُجّتوں سے کسی سادہ لوح کو اپنے پیچ میں لاویں اور پھر اپنے سے زیادہ جہنّم کے لائق کریں بلکہ انبیاء نہایت سادگی سے کلام کرتے اور جو اپنے دل سے اُبلتا تھا وہ دوسروں کے دلوں میں ڈالتے تھے۔ اُن کے کلمات قدسیہ عین محل اور حاجت کے وقت پر ہوتے تھے اور مخاطبین کو شغل یا افسانہ کی طرح کچھ نہیں سُناتے تھے بلکہ اُن کو بیمار دیکھ کر اور طرح طرح کے آفاتِ روحانی میں مبتلا پا کر علاج کے طور پر اُن کو نصیحتیں کرتے تھے یا حُجج قاطعہ سے اُن کے اوہام کو رفع فرماتے تھے۔ اور اُن کی گفتگو میں الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے تھے۔ سو یہی قاعدہ یہ عاجز ملحوظ رکھتا ہے اور واردین اور صادرین کی استعداد کے موافق اور اُن کی ضرورتوں کے لحاظ سے اور اُن کے امراض لاحقہ کے خیال سے ہمیشہ باب تقریر کھلا رہتا ہے کیونکہ بُرائی کو نشانہ کے طور پر دیکھ کر اس کے روکنے کے لئے نصائح ضروریہ کی تیراندازی کرنا اور بگڑے ہوئے اخلاق کو ایسے عضو کی طرح پاکر جو اپنے محل سے ٹل گیا ہو اپنی حقیقی صورت اور محل پر لانا جیسے یہ علاج بیمار کے رُوبرو ہونے کی حالت میں متصوّر ہے اور کسی حالت میں کماحقّہٗ ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے چندیں ہزار نبی اور رسول بھیجے اور ان کی شرفِ صحبت میں مشرف ہونے کا حکم دیا تا ہر ایک زمانہ کے لوگ چشم دید نمونوں کو پاکر اور ان کے وجود کو مجسم کلام الٰہی مشاہدہ کر کے ان کی اقتدا کے لئے کوشش کریں۔ اگر صحبت صادقین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسولوں اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کر سکتا تھا یا صرف ابتدائی زمانہ میں ہی رسالت کے امر کو محدود رکھتا اور آئندہ ہمیشہ کے لئے سلسلۂ نبوت اور رسالت اور وحی کا منقطع کر دیتا لیکن خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبت الٰہی اور خدا پرستی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پاکر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں اور یہ دونوں قضیئے باہم لازم ملزوم ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کو ہمیشہ کے لئے اصلاحِ خلائق کی طرف توجہ ہے تو یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ ایسے لوگ بھی ہمیشہ کے لئے آتے رہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی خاص توجہ سے بینائی بخشی ہو اور اپنی مرضیات کی راہ پر ثابت قدم کیا ہو۔ بلاشبہ یہ بات یقینی اور امور مسلّمہ میں سے ہے کہ یہ مہم عظیم اصلاح خلائق کی صرف کاغذوں کے گھوڑے

دوڑانے سے روبراہ نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے اسی راہ پر قدم مارنا ضروری ہے جس پر قدیم سے خدا تعالیٰ کے پاک نبی مارتے رہے ہیں۔ اور اسلام نے اپنا قدم رکھتے ہی اس موثر طریق کو ایسی مضبوطی اور استحکام سے رواج دیا ہے کہ اُس کی نظیر دوسرے مذہبوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ کون اس جماعت کثیر کا دوسری جگہ وجود دکھلا سکتا ہے جو تعداد میں دس ہزار سے بھی زیادہ بڑھ گئی تھی اور کمال اعتقاد اور انکسار اور جانفشانی اور پوری محویّت سے سچائی کے حاصل کرنے اور راستی کے سیکھنے کے لئے آستانہ نبوی پر دن رات پڑی رہتی تھی۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 14 تا 20)

جماعت کی اصلاح کے لیے دائمی غور وفکر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جاری مستقل باب تقریر کے پس پردہ جو ہمدردی کارفرما تھی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ

”بیان کیا مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ کسی کام کے متعلق میر صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کا اختلاف ہو گیا۔ میر صاحب نے ناراض ہو کر اندر حضرت صاحب کو جا اطلاع دی۔ مولوی محمد علی صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہم لوگ یہاں حضور کی خاطر آئے ہیں کہ تا حضور کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمتِ دین کا موقع مل سکے لیکن اگر حضور تک ہماری شکایتیں اس طرح پہنچیں گی تو حضور بھی انسان ہیں، ممکن ہے کسی وقت حضور کے دل میں ہماری طرف سے کوئی بات پیدا ہو تو اس صورت میں ہمیں بجائے قادیان آنے کا فائدہ ہونے کے اُلٹا نقصان ہو جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب نے مجھ سے کچھ کہا تو تھا مگر مَیں اُس وقت اپنے فکروں میں اتنا محو تھا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے۔ بس ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے، میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اُس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہو گا کہ میں اُس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے۔ غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اُس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشاء پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اُس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں۔ کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل اور براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے، اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال ہے جو مجھے آج کل کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہو رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔“

(سیرت المہدی مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ جلد 1 حصہ اول، صفحہ 235-236، روایت نمبر 258)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دنیا میں آنے کی غرض

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح کا سلسلہ آپ کے دن رات کے پاکیزہ طرزِ عمل اور آپ کی تحریر کردہ کتب اور خطوط اور اشتہارات میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والی کتب میں ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اس حوالہ سے خاص مقام ہے۔ جس کی ہر سطر اور لفظ انسان کا ایمان تازہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ پر یقین بڑھانے والا ہے۔ ملفوظات کی سب سے پہلی روایت یوں ہے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ فرماتے ہیں:

”مجھے خوب یاد ہے اور مَیں نے اپنی نوٹ بک میں اس کو لکھ رکھا ہے کہ جالندھر کے مقام پر ایک شخص نے حضرت اقدس امام صادق حضرت میرزا صاحبؑ کی خدمت میں سوال کیا کہ آپ کی غرض دنیا میں آنے سے کیا ہے؟“

آپؑ نے فرمایا کہ

”میں اس لئے آیا ہوں۔ تالوگ قوت یقین میں ترقی کریں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 1، ایڈیشن 2003ء)

قوتِ یقین کی اہمیت اور اس کے لیے نہایت مؤثر نصائح

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلّی کے رُک سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلّی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفّارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے ..... پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آسکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جب کہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش افشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اُس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اُس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اُسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے شائد تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اُس کے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اُٹھاتے جو اُٹھانا چاہیئے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہیئے خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اُس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بَن کی طرف اُٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جب کہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اُس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُن پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا یقین دکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے۔ ہر ایک کفّارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذّات کا سامان دیکھ کر اُن کی طرف کھینچا جاتا ہے اِسی طرح انسان جب روحانی لذّات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اُس کو سراسر رڈی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جب کہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑھ بے خبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پُر زور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اس کے گھر

کے اردگرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کبوتر بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 66)

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی نصیحت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا محور خدمت دین تھا۔ آپ اپنی جماعت کو اسی راہ پر گامزن کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

"عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 83)

دینِ اسلام کی سر بلندی کے لیے محنت اور جانفشانی اور سب کچھ قربان کرنے کی نصیحت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی زندگی دن رات دین کی خاطر قربانیوں میں وقف تھی۔ آپ نے موجودہ زمانہ کے حالات کو سامنے رکھ کر ہر احمدی کو اسی طرح کی زندگی بسر کرنے کی نہ صرف نصیحت کی بلکہ واضح الفاظ میں فرمایا کہ اس کے بغیر اسلام کی فتح نہ ہوگی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لیے ساری ذلّتیں قبول نہ کرلیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔"

(فتح اسلام، روحانی خزائن۔ جلد 3 صفحہ 10 تا 11)

نہایت مؤثر نصائح کے ساتھ ساتھ مسلسل قربانیوں کا ذاتی نمونہ

نصیحت کرنا کوئی آسان امر نہیں کیونکہ نصیحت سننے والوں کی نظر ہمیشہ نصیحت کرنے والے کے ذاتی عمل پر بھی ہوتی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہر احمدی سے جس قربانی کا مطالبہ کر رہے تھے اس حوالے سے آپ کا اپنا ذاتی نمونہ آپ کے الفاظ میں اس طرح ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"صادق تو ابتلاؤں کے وقت بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ آخر خدا ہمارا ہی حامی ہوگا۔ اور یہ عاجز اگرچہ ایسے کامل دوستوں کے وجود سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے لیکن باوجود اس کے یہ بھی ایمان ہے کہ اگرچہ ایک فرد بھی ساتھ نہ رہے اور سب چھوڑ چھاڑ کر اپنا اپنا راہ لیں تب بھی مجھے کچھ خوف نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے اگر میں پیسا جاؤں اور کچلا جاؤں اور ایک ذرّے سے بھی حقیر تر ہو جاؤں اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر فتحیاب ہوں گا مجھ کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جو میرے ساتھ ہے میں ہرگز ضائع نہیں ہوسکتا۔ دشمنوں کی کوششیں عبث ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لاحاصل ہیں۔

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً

یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اُس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اُس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اُس کا جلال چمکے اور اُس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے۔"

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 23)

استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ پر گامزن ہونے کی نصیحت

"ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک وہ بزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت ومشکل کے اٹھانے کے لئے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہوسکتی۔...

صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اُس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو قسم قسم کے لالچ دیئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ ان کو ہیچ سمجھا۔ یہاں تک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اَور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں 23 برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ 23 یا 24 سال بعد عبد الرحمٰن اور عبد اللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہاں جا کر شہید ہوں گے۔...

اس سے پہلے عبد الرحمٰن جو مولوی عبد اللطیف شہید کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرایا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبد الرحمن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبد اللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 255 تا 257، ایڈیشن 1984ء)

"درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں سے ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ وہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے اور جس قوتِ ایمان اور انتہا درجہ کے صدق وصفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلہ میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیا داری کم نہیں ہوتی۔"

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 57 تا 58)

ہنسی اور ٹھٹھے کی محفلوں سے اجتناب کی نصیحت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے احباب جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی نصائح کے ساتھ ساتھ متعدد اخلاقی کمزوریوں سے بچنے کی بھی نہایت موثر

نصائح فرمائیں۔جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہیے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو، صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ میں اور مہذبانہ طریق سے کرو۔اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاحت کا سفاحت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلدی نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 47 تا 48)

جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں۔مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں بھی مجھے جھوٹ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی۔کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔وہ سزا اُن کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی ہوتی ہے۔خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔

میرے ایک استاد گل علی شاہ بٹالے کے رہنے والے تھے۔وہ شیر سنگھ کے بیٹے پرتاپ سنگھ کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ شیر سنگھ نے اپنے باورچی کو محض نمک مرچ کی زیادتی پر بہت مارا تو چونکہ وہ بڑے سادہ مزاج تھے۔انہوں نے کہا کہ آپ نے بڑا ظلم کیا۔اس پر شیر سنگھ نے کہا مولوی جی کو خبر نہیں اس نے میرا سو بکرا کھایا ہے۔اسی طرح پر انسان کی بدکاریوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے اور وہ کسی ایک موقعہ پر پکڑا جا کر سزا پاتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 351 تا 353، ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

بدظنی کے بدنتائج

حضرت مسیح موعودؑ بدظنی کے بدنتائج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دوسرے کے باطن میں ہم تصرف نہیں کر سکتے اور اس طرح کا تصرف کرنا گناہ ہے۔انسان ایک آدمی کو بدخیال کرتا ہے اور آپ اس سے بدتر ہو جاتا ہے۔کتابوں میں مَیں نے ایک قصہ پڑھا ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ تھے انہوں نے ایک دفعہ عہد کیا کہ مَیں اپنے آپ کو کسی سے اچھا نہ سمجھوں گا۔ایک دفعہ ایک دریا کے کنارے پہنچے (دیکھا) کہ ایک شخص ایک جوان عورت کے ساتھ کنارے پر بیٹھا روٹیاں کھا رہا ہے اور ایک بوتل پاس ہے اس میں سے گلاس بھر بھر کر پی رہا ہے ان کو دُور سے دیکھ کر اس نے کہا کہ مَیں نے عہد تو کیا ہے کہ اپنے کو کسی سے اچھا نہ خیال کروں مگر

ان دونوں سے تو مَیں اچھا ہی ہوں۔ اتنے میں زور سے ہوا چلی اور دریا میں طوفان آیا ایک کشتی آ رہی تھی وہ غرق ہوگئی وہ مرد جو کہ عورت کے ساتھ روٹی کھا رہا تھا اٹھا اور غوطہ لگا کر چھ آدمیوں کو نکال لایا اور ان کی جان بچ گئی۔ پھر اس نے اس بزرگ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم اپنے آپ کو مجھ سے اچھا خیال کرتے ہو مَیں نے تو چھ کی جان بچائی ہے۔ اب ایک باقی ہے اسے تم نکالو۔ یہ سن کر وہ بہت حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تم نے یہ میرا ضمیر کیسے پڑھ لیا اور یہ معاملہ کیا ہے؟ تب اس جوان نے بتلایا کہ اس بوتل میں اسی دریا کا پانی ہے۔ شراب نہیں ہے اور یہ عورت میری ماں ہے اور مَیں ایک ہی اس کی اولاد ہوں۔ قویٰ اس کے بڑے مضبوط ہیں اس لئے جوان نظر آتی ہے۔ خدا نے مجھے مامور کیا تھا کہ میں اسی طرح کروں تا کہ تجھے سبق حاصل ہو۔

خضر کا قصہ بھی اسی بناء پر معلوم ہوتا ہے۔ سوء ظن جلدی سے کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ تصرف فی العباد ایک نازک امر ہے۔ اس نے بہت سی قوموں کو تباہ کر دیا کہ انہوں نے انبیاء اور ان کے اہل بیت پر بدظنیاں کیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 568 تا569، ایڈیشن 1988ء)

اسی طرح فرمایا:

"اکثر لوگوں میں بدظنی کا مرض بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے نیک ظنی نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر اپنے دوسرے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں۔ اور ایسے عیوب اس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اس کی طرف منسوب ہوں تو اس کو سخت ناگوار معلوم ہو۔ اس لئے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اور انس پیدا ہوتا ہے۔ اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ بغض حسد وغیرہ سے بچا رہتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 214 تا215، ایڈیشن 1988ء)

غربت اور مسکینی میں زندگی بسر کرنے کی نصیحت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لیے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہیئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا۔ اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہیئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو۔"

(الحکم 17/ جولائی 1903ء، ملفوظات جلد سوم صفحہ 370)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"اہل تقویٰ کے لیے یہ شرط تھی کہ وہ غربت اور مسکینی میں اپنی زندگی بسر کرے یہ ایک تقویٰ کی شاخ ہے جس کے ذریعہ ہمیں غضب ناجائز کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخری اور کڑی منزل غضب سے ہی بچنا ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔"

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 49 بحوالہ خطبہ جمعہ 29/ اگست 2003ء)

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے بارے میں جامع نصائح

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

"سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کیے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لیے کئی مواقع ہیں۔ رکوع، قیام، قعدہ، سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر، ظہر، عصر، شام اور عشاء۔ ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لیے مواقع ہیں۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 234، ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دوستوں کو نماز میں حصول حضور کی دعا سکھائی۔ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ نماز میں حصول حضور کا ذریعہ خود نماز ہے۔ اسے ذوق وشوق سے پڑھا جائے تو خدا کے فضل سے نماز میں لذت آنی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ دعا ہمیں بکثرت پڑھنی چاہیے۔

”اے خدا تعالیٰ قادر و ذوالجلال! میں گناہ گار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں۔ تُو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میں میسر آوے۔“

(الحکم 4/مئی 1904ء صفحہ 2)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ کامل الایمان کی تعریف کرتے ہوئے اور افرادِ جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو، گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو، گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔ عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11 تا 12)

تکبر سے بچنے کی نصیحت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا۔ جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 598)

پھر فرماتے ہیں:

اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 12 تا 13)

نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ .... یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ .... قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔ نماز خواہ نخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے۔ اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے۔ (ملفوظات جلد 3، صفحہ 591-592، ایڈیشن 1988ء)

تربیت اولاد کا ایک پہلو

مکرم عاطف احمد وقاص صاحب ٹرانٹو

دنیا ایک ایسے دور سے گزر رہی ہے جس میں ثقافتیں، کلچر، تہذیبیں تیزی سے گھل مل رہی ہیں اور اسی لیے بدل بھی رہی ہیں۔ یہ تہذیبوں یا کلچر کے مابین کوئی اعلانیہ جنگ نہیں ہے نہ ہی یہ ایک صاف دکھائی دینے والی سازش ہے بلکہ یہ ایک سادہ تبدیلی ہے جو اس لیے رونما ہو رہی ہے کیونکہ مختلف قومیں اور گروہ مختلف وجوہات کے باعث جغرافیائی طور پر تیزی سے اپنی جگہ بدل رہے ہیں۔ بعض لوگوں کو بہتر وسائل اور امن کی تلاش ہے کیونکہ وہ ایسے ملکوں سے تعلق رکھتے ہیں جہاں جنگ ہے، ظلم ہے اور معاشی بدعنوانی ہے۔ بعض محض پر تعیش زندگی کی تلاش میں ہیں اور بعض اپنے بنیادی انسانی حقوق کی تلاش میں ہیں۔ یہ ہوسکتا ہے کہ معاشی وسائل کے ارتکاز میں یا تقسیم میں سازش ہو رہی ہو یعنی طاقتور حکومتیں کمزور قوموں کے وسائل چھین چھین کر اپنے ملکوں میں جمع کر رہی ہوں مگر لوگ کسی سازش کی وجہ سے اتنے بڑے پیمانے پر ہجرت نہیں کر رہے بلکہ یہ وسائل اور بہتر حالات کی تلاش کے ساتھ ساتھ سیاسی ناانصافیوں کا نتیجہ ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ صنعتی ممالک کی وہ اشتہاری مہم بھی ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں میں اپنی مصنوعات کے حصول کے لئے غیر معقول اشتہاء پیدا کر رہے ہیں۔

اب جب کہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ افریقہ کے لوگ کینیڈا اور امریکہ کے لوگ یورپ اور ایسے ایشیائی ممالک جو ترقی پذیر ہیں ان کے لوگ ہر اس خطہ زمین میں جا کر آباد ہو رہے ہیں جو ان کے ملک سے بہتر ہے تو اس کا ایک سادہ نتیجہ یہ ہے کہ کلچر یا ثقافت بھی جو کسی معاشرے کی پہچان اور اس معاشرے کی بقا کی ضامن ہوتی ہے فرد یا خاندان کے ساتھ اسی طرح ہجرت کرتی ہے جیسے وہ خود کرتے ہیں۔ جہاں جا کر وہ آباد ہوتے ہیں وہاں پر بھی پہلے سے ایک یا کئی ثقافتوں کی مرکب شکل موجود ہوتی ہے۔ وہ وہاں کے رسم و رواج میں ہوتی ہے وہاں کے لباس میں ہوتی ہے، اسکول کی کتابوں میں موجود نظریات میں ہوتی ہے، اساتذہ کے دماغوں میں اور الفاظ میں ہوتی ہے، وہاں کے کھیل اور کھیل کے میدان میں ہوتی ہے، وہاں تیار ہونے والی تمام اشیاء میں ہوتی ہے، وہاں کے بازاروں اور وسیع وعریض دکانوں میں ہوتی ہے۔ یعنی ہم دیکھ سکتے ہیں کہ وہ ہر طرف ہوتی ہے مگر وہ آپ پر کوئی ظاہری حملہ نہیں کر رہی ہوتی نہ ہی وہ کوئی سازش کر رہی ہوتی ہے وہ بس وہاں ہوتی ہے کیونکہ وہ وہاں کے لوگوں، گھروں اور اداروں کی پیدا کردہ ہے اور ان کے اعتقادات کی بنیاد ہے۔

ایک مہاجر فرد یا خاندان جب وسائل اور بہتر معیشت کے باعث کسی دوسرے ملک میں آ کر آباد ہوتا ہے تو اپنے ساتھ جو کلچر یا ثقافت لاتا ہے اس کا دائرہ محدود ہوتا ہے جیسے مثلاً وہ ایک بہت چھوٹا سا دائرہ ہو جو ایک بہت بڑے دائرے میں گھوم رہا ہو۔ وہ دائرہ خواہ کتنا ہی چھوٹا ہو جب تک اس میں رخنہ نہیں آئے گا بڑے دائرے سے کچھ بھی اس کے اندر داخل نہیں ہو سکے گا البتہ چھوٹے دائرے کی دیواریں ہر طرف سے بڑے دائرے سے مل رہی ہوں گی۔ یعنی مہاجر خاندان یا فرد ہجرت کے بعد اگر گوشہ نشینی اختیار کر لے یا معاشرے سے الگ تھلگ رہے تو اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا بلکہ اس کے برعکس وہ ہجرت سے پہلے کے حالات سے زیادہ خراب حالات میں چلا جائے گا۔

مہاجر خاندان کے افراد روزانہ اس دائرے سے نکل کر بڑے دائرے میں داخل ہوتے ہیں اور پھر واپس لوٹ آتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ اس کلچر کے کچھ اثرات لاتے ہیں تو جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ اس کلچر سے نفرت کر کے، اس کا مذاق اڑا کر، اسے بلا دلیل گناہوں کی دلدل قرار دے کر آپ اپنے آپ میں یا اپنے بچوں میں موجود اپنی ثقافت کی ایسی اقدار کو محفوظ نہیں رکھ سکتے جسے آپ بہتر سمجھتے ہیں۔ آپ بچوں کو اس بات پر بھی قائل نہیں کر سکتے کہ اس ملک کے کلچر سے جنگ کرو کیونکہ باہر کوئی ایسی ظاہری جنگ نہیں ہو رہی۔ مزید یہ کہ وہاں آ کر آباد آپ ہوئے ہیں اس ثقافت کے لوگوں نے آپ کو مدعو نہیں کیا، نہ جبراً سیاہ فام غلاموں کی طرح آپ کو لایا گیا ہے۔ مقصد یہ کہ آپ بچوں کو کمزور دلائل سے یا محض جذباتی باتوں سے قائل نہیں کر سکتے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کرنا کیا چاہئے کہ ہم اس نئے معاشرے کا مفید حصہ بھی بن جائیں جہاں آ کر ہم آباد ہوئے ہیں اور ہماری ثقافت اور وہ اقدار جو ہمیں ہمارے مذہب اور معاشرے نے سکھائی ہیں اور جو تجربے اور دلیل سے مفید ثابت ہو چکی ہیں وہ بھی ہمارے بچوں میں آ جائیں۔ جیسے نکاح کی افادیت معاشرتی علوم، تاریخ اور سائنس سے ثابت شدہ ہے مثلاً سائنس کی رو سے ایک شریک حیات کے ساتھ زندگی گزارنے سے انسان ان تمام جنسی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے جو نکاح کی عدم موجودگی میں بار بار ساتھی کو بدلنے سے لاحق ہوتی ہیں۔ اس بات کا جواب بہت سادہ ہے۔

اوّل آپ خود ان اقدار پر قائم رہیں جن پر آپ اپنے بچوں کو قائم رکھنا چاہتے ہیں جب آپ قائم رہیں گے تو بچے بھی اس کا اثر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ

(سورۃ الصّف 4:61)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الصّف صفحہ 393)

دوم: اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا (سورۃ البقرہ:84)

اور لوگوں سے نیک بات کہا کرو۔حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 350)

پس آپ بلا سوچے سمجھے بچوں کے سامنے اپنی ثقافت، معاشرے، رسم و رواج اور ملک کی تحقیر نہ کریں۔ بلا تحقیق ان کے سامنے اپنے ملک میں آنے والی تباہیوں کی پیش گوئیاں نہ کریں۔ جیسے آپ نے لوگوں کو اکثر یہ کہتے سنا ہوگا کہ فلاں ملک تباہ ہوگیا۔ فلاں ملک کے حالات کبھی نہیں بدل سکتے۔ ہمارے لوگ کبھی انسان نہیں بن سکتے۔ ہمارے ملک میں کچھ نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہوسکتا ہے آپ کہیں کہ جب وہاں ایسا ہے تو ہم کیوں نہ کہیں، تو میرا جواب ہوگا کہ جس ثقافت میں آپ اپنے خاندان کو لے آئے ہیں اگر وہ اتنا ہی مثالی ہے تو پھر آپ اپنے بچوں کو اس سے بچانا کیوں چاہتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ناحق، بلا تحقیق، محض تعصب، حسد، خوف یا دیکھا دیکھی کی بنیاد پر نہ اس ثقافت کو برا بھلا کہیں جہاں آپ ہجرت کر کے آئے ہیں اور نہ بلاوجہ اپنی ثقافت کو کمزور، قابل نفرت اور پس ماندہ کہیں۔ آپ صرف اتنی بات کریں جتنی ہے۔ اسے عمومیت کا رنگ نہ دیں کیونکہ جو آپ اپنے کلچر کے بارے میں جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ آپ کے بچے نہیں جانتے۔ یعنی آپ کے بچوں کو پتہ ہونا چاہئے کہ نکاح اور شادی بری نہیں ہے بلکہ بعض لوگ اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کے بد نتائج کو شادی یا نکاح سے منسوب کرتے ہیں۔ آپ اپنے بچوں کو کھل کر بتائیں کہ ہمارے ملک میں، معاشرے میں، ثقافت میں یہ یہ خوبیاں ہیں۔ ہماری ہجرت کی بڑی وجہ بہتر معاشی حالات کی تلاش ہے۔ مذہبی مخالفت اور مشکلات بھی ہیں لیکن مخالفت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارا کلچر ہی قابل نفرت ہے۔ ہماری ہجرت مکانی ہے یعنی بہتر حالات اور مذہبی آزادی کی خاطر ہم نے جگہ بدل لی ہے مگر ہم نے اپنی اقدار کو نہیں بدلا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انسان اچھی چیز کے لیے خراب یا پرانی چیز چھوڑ دیتا ہے تو ایسا تو وہ اس وقت بھی کرتا ہے جب وہ اپنے کلچر اور ملک میں رہ رہا ہوتا ہے۔ جیسے پاکستان میں رہنے والے لوگ پہلے لکڑی کا ایندھن استعمال کرتے تھے پھر وقت کے ساتھ جو بہتر شکلیں ایندھن کی آئیں وہ سب نے اپنا لیں مگر اس کے لئے یہ کہنا کہ پہلے جو لوگ لکڑی استعمال کرتے تھے وہ جاہل تھے، بیوقوف تھے، غریب تھے اور انہیں دنیا کا کچھ پتہ ہی نہیں تھا غلط ہے۔ یہی صورت جدید مغربی ممالک میں ہجرت کر کے آنے والوں کی ہے۔ اگر یہاں صاف ستھری سڑکیں ہیں، ٹریفک کے قوانین ہیں، لوگ قانون پسند ہیں۔ گاربیج بنز ہیں۔ ایمبولینس جلد آجاتی ہے تو ہم اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ معاشرہ ہمارے معاشرے سے زیادہ عقل مند ہے، زیادہ نیک ہے، زیادہ مہذب ہے۔ کیونکہ اسی معاشرے میں ہم جنس پرستی کو قانونی شکل دی گئی ہے، اور محض ذاتی پسند ناپسند کے لیے جنس کی تبدیلی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ پس ہر معاشرے اور کلچر کے تاریک پہلو بھی ہیں اور روشن بھی۔

بچوں کی تربیت میں سب سے ضروری بات ہے والدین کا نیوٹرل رہنا یعنی غیر جانبدار رہنا کیونکہ غیر جانبدار ہوئے بغیر انسان انصاف نہیں کر سکتا نہ ہی وہ نیکی اور بدی میں تمیز کر سکتا ہے۔ کسی معاشرے کے تاریک پہلوؤں سے اتنا ڈر جانا کہ اس سے نفرت اور حقارت کا درس دینا شروع کر دیا جائے اور کسی معاشرے کی مادی ترقی یا ظاہری خوبصورتی سے اتنا متاثر ہو جانا کہ بچوں کو شعوری یا لاشعوری طور پر گویا اس معاشرے اور ثقافت کو مقدس بنا کر دکھایا جائے انصاف کے خلاف ہے اور یہ عمل انسان کو بچوں کی تربیت معاملے میں بے بس کر دیتا ہے۔ آپ منصف مزاج بنیں۔ حق بات بھی بچوں کی عمر کے حساب سے کہیں، بعض باتیں بچوں کو نہ بتائی جائیں تو بہتر ہے یا کم از کم احتیاط سے بتائی جائیں۔ مثلاً لوگ بچوں کے سامنے کہتے ہیں کہ پاکستانی جاہل ہیں حالانکہ اس بات کو ایسے بھی کہا جا سکتا ہے کہ وسائل کی کمی اور ناانصافی کی وجہ سے پاکستان میں لوگ کم تعلیم یافتہ ہیں۔ بچوں کو دونوں ثقافتوں، اقدار اور معاشروں کا منصفانہ موازنہ کرنے کے قابل بنائیں۔ یعنی آپ کے بچے اس قابل ہوں کہ اگر کوئی پاکستان سے آکر ایسی بات کرے جو درست نہ ہو، یا مبالغہ ہو، یا نفرت اور تعصب کی بنیاد پر ہو تو آپ کے بچے اسے ادب احترام سے رد کریں۔ یعنی آپ اپنے بچوں کو حق کی پہچان کرنے کی صلاحیت دیں انہیں تعصب اور مبالغے کو پہچاننے کا ہنر سکھائیں۔ مثلاً آپ اپنے بچوں کو اگر یہ بتاتے ہیں کہ ربوہ اور قادیان میں جو روحانی سکینت ہے، جو تاثیرات ہیں وہ بے مثال ہیں۔ جیسے دنیا میں صرف ربوہ وہ جگہ ہے جہاں ایک مسجد ہے جس کا نام مسجد مبارک ہے اور اس میں ایک محراب ہے جہاں امام کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔ اور وہ محراب دنیا میں کہیں اور نہیں کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ کے چار خلفائے مسیح موعودؑ نے نماز پڑھائی ہے۔ ربوہ وہ شہر ہے جس میں واحد نوبل انعام یافتہ احمدی مسلمان سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام مرحوم مدفون ہیں اور یہ ان کی وصیت اور خواہش تھی کہ وہ ربوہ میں دفن ہوں۔ ربوہ کی ایک گلی میں مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد رہا کرتے تھے۔ ربوہ کے ایک گھر میں مفتیٔ سلسلہ رہتے ہیں۔ ربوہ میں وہ بہشتی مقبرہ ہے جہاں حضرت اماں جانؓ اور حضرت مصلح الموعودؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مدفون ہیں۔ جہاں حضرت مسیح موعودؑ کے جید اور ستارہ نما صحابہؓ مدفون ہیں۔ نیز ربوہ ہی وہ شہر ہے جہاں ہمارے محبوب حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیدا ہوئے جوان ہوئے تعلیم حاصل کی، اس زمین پر آپ چلے، کھیلے ہنسے وہاں حضور کے باغات ہیں وہاں حضور کی پرنور مسکراہٹیں بکھری ہیں۔ تو جب آپ کے بچوں کے سامنے کوئی پاکستان سے واپس آکر کہے گا کہ اب وہاں کچھ نہیں رہ گیا تو آپ کے بچے کہہ سکیں گے یا کم از کم سوچ سکیں گے یہ محض ایک کم علم شخص کی بات ہے جو جانتا ہی نہیں کہ کس معاشرے، شہر اور ثقافت کی کون سی بات اہم ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ان کے سامنے مغربی ممالک کے کلچر کے تاریک پہلوؤں کی تعریف کرتا ہے مثلاً کپڑے تو صرف برینڈڈ ہی اچھے ہیں۔ میں نے اتنے مکانات اور اتنی گاڑیاں لی ہیں۔ ہم نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی پر اتنا خرچ کیا ہے تو آپ کے بچوں کو پتہ ہونا چاہئے کہ برینڈز کے پیچھے ترقی پذیر ممالک کے مزدوروں کا وہ پسینہ اور درد چھپا ہے جو ان سے انتہائی سخت محنت کروا کر انتہائی حقیر اجرت دینے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ محض مہاجروں کی سوچ نہیں بلکہ یہاں تعلیم حاصل کرنے سے ہی یہ بات منکشف ہوئی کیونکہ برینڈز کا یہ بدصورت پہلو اسکولوں، اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ آپ اپنے بچوں کو بتائیں کہ بنگلہ دیش جیسے ترقی پذیر ممالک میں کپڑوں کی فیکٹریوں میں کام کرنے والے ملازمین کا کس طرح سے استحصال کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے آپ کو تحقیق کرنی ہوگی۔

پھر آپ کے بچوں کو جب یہ علم ہو گا کہ سرمایہ دارانہ نظام جسے کیپیٹیلزم بھی کہا جاتا ہے اور جو مغربی ممالک کا جدید مذہب بن گیا ہے اس کا سارا دارومدار سود پر ہے۔ گاڑی، گھر ہر چیز سود پر ہے۔ اس وجہ سے بہتر ہے کہ یہاں انسان صرف اپنی ضرورت کی چیز خریدے نہ کہ دکھاوے یا حرص و ہوس کے لئے۔ پس جب آپ کے بچے یہ جانتے ہوں گے تو وہ اس شخص کی باتوں سے متاثر ہونے کی بجائے اسے قابل رحم خیال کریں گے۔ یعنی جائیداد یا دولت تو انسان کو طاقتور اور بااختیار بناتی ہے یا اسے بنانا چاہئے تو پھر ایسے مکانات یا دولت کا کیا فائدہ جو انسان کو قید کر دے نہ وہ اپنی مرضی سے سیر وسیاحت کر سکے نہ زیارت مراکز احمدیت کو جا سکے نہ آزادانہ جماعت کے روحانی اجتماعات میں شامل ہو سکے۔ اسی طرح خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے ملاقات کے لئے جانا کس قدر ضروری ہے اور دنیا اور آخرت میں حصولِ جنت کے لیے ضروری ہے۔ پس ایسی مصروفیت، معاہدے، سودی قرض کی ادائیگی کی قید و بند کس کام کی جو انسان کو ان تمام رحمتوں، لطف، اور مزے سے محروم کر دے۔ پس تربیت اولاد کا صندوق کھول کر اس میں یہ سب ضروری اوزار رکھیے اور پھر اپنے بچوں کے اذہان میں روز ہونے والی تبدیلیوں کو خدا تعالیٰ اور اس کے مسیح ومہدیؑ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ان کی صحیح جگہ پر رکھیں۔ یہ ایک گاڑی کے انجن کو کسٹومائز کرنے جیسا ہو گا کیونکہ تربیت اولاد دنیا کا سب سے پیچیدہ مگر اہم کام ہے۔ اس موجودہ زمانے کے مسائل اور ان کے حل کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”اور اگر معقولی طور پر نظر کریں تب بھی ظاہر ہے کہ ضلالت کا زمانہ عبادت اور طاعت الٰہی کے لئے دوسرے زمانہ سے زیادہ تر موجب قربت وثواب ہے پس وہ دوسرے زمانوں سے زیادہ افضل ہے اور اس کی عبادتیں بباعث شدت وصعوبت اپنی قبولیت سے قریب ہیں اور اس زمانہ کے عابد رحمت الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہیں کیونکہ سچے عابدوں اور ایمانداروں کا مرتبہ ایسے ہی وقت میں عنداللہ متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام زمانہ پر دنیا پرستی کی ظلمت طاری ہو اور سچ کی طرف نظر ڈالنے سے جان جانے کا اندیشہ ہو اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب دل افسردہ اور مردہ ہو جائیں اور سب کسی کو جیفۂ دنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہو اور ہر طرف اس روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو اور محبت الٰہیہ یک لخت دلوں سے اٹھ گئی ہو اور روبحق ہونے میں اور وفادار بندہ بننے میں کئی نوع کے ضرر متصوّر ہوں نہ کوئی اس راہ کا رفیق نظر آوے اور نہ کوئی اس طریق کا ہمدم ملے بلکہ اس راہ کی خواہش کرنے والے پر موت تک پہنچانے والی مصیبتیں دکھائی دیں اور لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ٹھہرتا ہو تو ایسے وقت میں ثابت قدم ہو کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف رخ کر لینا اور ناہموار عزیزوں اور دوستوں اور خویشوں اور اقارب کی رفاقت چھوڑ دینا اور غربت اور بے کسی اور تنہائی کی تکلیفوں کو اپنے سر پر قبول کر لینا اور دکھ پانے اور ذلیل ہونے اور مرنے کی کچھ پرواہ نہ کرنا حقیقت میں ایسا کام ہے کہ بجز اولوالعزم مرسلوں اور نبیوں اور صدیقوں کے جن پر فضل احدیّت کی بارشیں ہوتی ہیں اور جو اپنے محبوب کی طرف بلا اختیار کھینچے جاتے ہیں اور کسی سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور حقیقت میں ایسے وقت کی ثابت قدمی اور صبر اور عبادات الٰہی کا ثواب بھی وہ ملتا ہے کہ جو کسی دوسرے وقت میں ہرگز نہیں مل سکتا۔ سو اسی جہت سے لیلۃ القدر کی ایسے ہی زمانہ میں بناڈالی گئی کہ جس میں بباعث سخت ضلالت کے نیکی پر قائم ہونا کسی بڑے جوانمرد کا کام تھا یہی زمانہ ہے جس میں جوانمردوں کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور نامردوں کی ذلّت بہ پایۂ ثبوت پہنچتی ہے۔“

(براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 641-642-643)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

معقولی: عقل کے مطابق

ضلالت: گمراہی، غفلت، جہالت

موجب قربت وثواب: یعنی خدا تعالیٰ کے قرب اور ثواب کی وجہ بن جانا۔

بباعث: یعنی کی وجہ سے

صعوبت: دشواری، مصیبت

عنداللہ متحقق ہونا: خدا تعالیٰ کے نزدیک یا حضور کسی بات کا سچ ثابت ہونا

جیفۂ دنیا: دنیا کا مردہ جسم یعنی مادیت جس میں زندگی نہیں ہے مگر کشش بہت ہے۔ جیسے مکانات، زیورات، زمین، دولت وغیرہ

زہرناک: زہر سے بھرا ہوا، پُر، معمور، لبریز، اثر پذیر

کئی نوع کے ضرر متصوّر ہوں: کئی طرح کے نقصانات کا خیال آئے۔

راہ کا رفیق: ہم خیال، ساتھ دینے والا، جو منزل تک پہنچنے میں مدد کرے۔

طریق کا ہمدم: ایک جیسے عقیدے، خیال، نظریے اور فلسفہ پر یقین رکھنے والے لوگ۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں تربیت اولاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

فطرانہ جلد سے جلد ادا فرمائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 23/مارچ سے ماہ صیام کا بابرکت مہینہ شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہئے کہ وہ رمضان المبارک شروع ہوتے ہی مالی قربانیوں میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی بھرپور کوشش کریں۔

صدقۃ الفطر

- فدیہ کی شرح پانچ کینیڈین ڈالر فی روزہ مقرر ہے۔
- کینیڈا میں فطرانہ کی شرح چار کینیڈین ڈالر فی کس ہے۔

اسی طرح ہر کمانے والے کو کم از کم دس کینیڈین ڈالر فی کس عید فنڈ ادا کرنا چاہئے۔ عید فنڈ بھی نماز عید سے قبل ادا کرنا چاہئے۔

(سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کینیڈا)

سوانح حیات حضرت مولانا معین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم ابو ولید خان صاحب

ولادت، بچپن اور ابتدائی تعلیم

حضرت مولانا صاحبؓ 1868ء میں صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) کے ضلع مردان کے گاؤں کوٹ جھونگڑہ تخت بھائی میں محترم محی الدین صاحب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ بعض روایات میں آپؓ کا سن پیدائش 1865ء اور 1870ء بھی آیا ہے۔ ابتدائی تعلیم اس زمانہ کے رواج کے مطابق گاؤں کی مسجد میں، اور عربی اور فارسی کی تعلیم اپنے والد محترم سے گھر پر حاصل کی۔ محترم محی الدین صاحب ایک آسودہ حال، کافی اثر رسوخ اور بہت سی جائیداد کی مالک شخصیت تھے، جس کی وجہ سے خاندانی تنازعات کا پیدا ہونا ایک فطری عمل تھا، تاہم حضرت مولانا صاحبؓ کا بچپن و جوانی میں صاحب ثروت ہونا زیادہ طویل ثابت نہ ہوا، اور خاندانی چپقلش اور تنازعات کے تناظر میں فریقین کے درمیان کافی جانی و مالی نقصان کی وجہ سے بزرگوں اور آباؤ اجداد کی ہدایت پر محترم محی الدین صاحب کو کچھ عرصہ کے لئے اپنا آبائی گھر و جائیداد چھوڑ کر افغانستان ہجرت کرنا پڑی۔ جس کی وجہ سے حکومتِ وقت نے جانی و مالی نقصانات و مناقشات کے ازالہ کے لئے ان کو تمام جائیداد حتیٰ کہ راشن کی خاطر رکھے گئے غلہ سے بھی محروم کر دیا۔

حضرت مولانا معین الدین صاحبؓ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ دشمنوں نے ان کے گھر پر حملہ بول دیا تھا اور انہیں اغوا کر کے ایک پنجرے میں بند کیا اس خیال سے کہ اس بچے (حضرت مولانا صاحب) کو بدلے میں قتل کر دیں گے۔ لیکن جب ان کے والد صاحب کو معلوم ہوا تو ایک ملنگ کے ذریعے راتوں رات اپنے اکلوتے بیٹے کو بازیاب کروا کر اپنے پاس بلوا لیا، اور اپنی اہلیہ کو اسی ملنگ کے توسط سے بچہ کی خیریت سے پہنچنے کا پیغام پہنچایا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت مولانا صاحبؓ کو اغوا کرنے کے بعد ان کی والدہ نے کچھ ملنگوں کو کچھ دے دلا کر ان کی تلاش پر مامور کیا، اور برآمدگی پر ان کے والد صاحب کے پاس پہنچا دیا۔ جہاں علم و معرفت کے حصول اور قرب الٰہی کے مواقع زیادہ میسر آئے، لیکن حضرت مولانا صاحبؓ جلد ہی افغانستان سے واپس آ گئے، اور والدہ کا ساتھ دیا، اور والد صاحب کی غیر موجودگی میں اپنی والدہ کے لئے ایک سائبان کی طرح موجود رہے۔

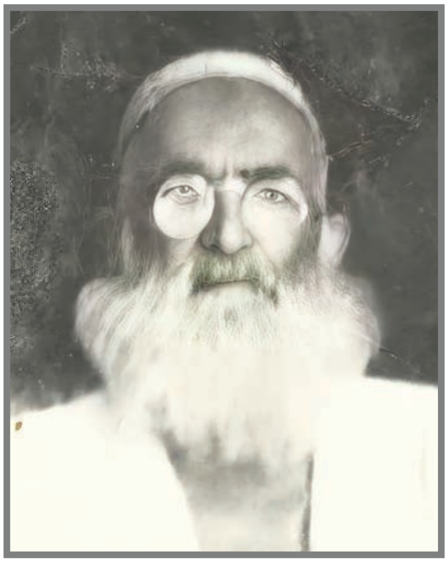

حضرت مولانا معین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تلاش روزگار

اس طرح حضرت مولانا صاحبؓ کا خاندان انتہائی غربت و افلاس کی زندگی گزارنے پر مجبور رہا۔ غربت و افلاس اور کسمپرسی کا یہ دور کافی طویل ہو گیا، مگر اس مردِ خدا نے اپنے علم و کمال اور تعلیم کے سبب گرد و نواح میں تعلیم کی شمع روشن کئے رکھی۔ غریب اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ ان کے لئے بطور محرر کے بھی خدمت کر کے گزر بسر کرنا، ان کی سوانح حیات کا ایک روشن باب ہے۔ ان دنوں مالاکنڈ روڈ زیر تعمیر تھی آپ اس میں محنت مزدوری کرنے لگے، آپ کو ابتداً چھ پیسے یومیہ اجرت پر رکھا گیا، جب آپؓ نے ایک ہفتہ مزدوری کی تو ایک کونہ میں بیٹھ کر اپنے کمائے ہوئے پیسوں کا حساب کرنے لگے تا کہ معلوم ہو کہ کتنی کمائی کی ہے، کہ اس دوران ایک اور ساتھی کی نظر پڑی، اس نے ٹھیکیدار کو اطلاع کر دی کہ آپ پیسے گن رہے تھے، ٹھیکیدار نے آپؓ کو بلایا اور پوچھا کہ کیا واقعی آپؓ حساب کتاب کرنا جانتے ہیں؟ اثبات میں جواب ملنے پر آپؓ کو بطور منشی دس پیسے یومیہ اجرت پر مامور کیا گیا۔ تقریباً بیس روز کام کرنے کے بعد آپؓ دو چار پائیاں اور بستر وغیرہ خرید کر گھر لے گئے اور اس طرح آپؓ نے خود اپنے گھر کو دوبارہ بنانا شروع کیا اور ساتھ ہی دینی تعلیم اور درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ حضرت مولانا صاحبؓ کی والدہ ماجدہ کی وفات گاؤں میں ہوئی اور وہیں پر دفن ہوئیں۔

عائلی زندگی و اولاد

سن 1895ء میں گاؤں کے ایک زمیندار گھرانے کی ایک نیک خاتون سے حضرت مولانا صاحبؓ کی شادی ہوئی، جس کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ فرزند عطا کئے جن میں سے ایک عبد اللہ نامی بچپن میں ہی فوت ہو گیا، جبکہ باقی بیٹوں میں مولوی چراغ دین صاحب 1904ء، غلام محی الدین صاحب 1907ء، مولوی عبد الرحمن صاحب 1913ء اور محمد احمد صاحب 1917ء میں پیدا ہوئے۔

بیٹوں کے نمایاں اعزازات

حضرت مولانا صاحبؓ کے صاحبزادگان میں مولوی چراغ دین صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ آپ جامعہ احمدیہ ربوہ سے فارغ ہونے والے اولین چند مربیان میں سے ایک تھے۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اس کے علاوہ مولوی عبدالرحمن صاحب بیان کرتے تھے کہ حضرت مولوی عبداللہ سنوریؓ کی جب وفات ہوئی، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت پر اور حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ کی وصیت کے مطابق حضورؑ کے مشہور زمانہ سرخ چھینٹوں والے کرتے میں ملبوس حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحبؓ کے جسد خاکی کو لحد میں اتارنے کا اعزاز مولوی عبدالرحمن صاحب کو ملا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

قبولِ احمدیت

پشاور کے سابق نائب امیر مقامی اور سابق ناظم انصار اللہ ضلع پشاور و علاقہ سرحد جناب شمس الدین اسلم صاحب اپنی کتاب ”صوبہ سرحد (حال خیبر پختونخواہ) میں احمدیت کا نفوذ“ کے (صفحہ 65 تا صفحہ 67) میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا معین الدین صاحبؓ کے ایک بھائی (بعض روایات کے مطابق چچا یا چچازاد بھائی) عبدالمطلب لاولد تھے اور جلد ہی فوت ہو گئے تھے، لیکن فوت ہونے سے قبل احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔ ان کے فوت ہونے پر ان کی ساری جائیداد حضرت مولانا صاحبؓ کے حصے میں آئی جس میں سلسلہ احمدیہ کی کچھ کتابیں اور اخبارات بھی تھے۔ حضرت مولانا صاحبؓ نے ان کا مطالعہ شروع کیا۔ بعد ازاں آپؓ نے مردان کی ضلع کچہری میں ایک وکیل کے پاس بطور منشی کام شروع کیا۔ کچہری میں آپؓ کی ملاقات حضرت میاں محمد یوسف صاحب، حضرت قاضی محمد یوسف صاحب اور میاں محمد احسن صاحب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہوئی، جو کہ اس وقت تک جماعت احمدیہ میں داخل ہو چکے تھے، انہی کے ذریعے آپؓ کو جماعت کا تعارف حاصل ہوا، اور ہوتے ہوتے بالآخر بعد تشفی قلب حضرت مولانا صاحبؓ نے 1906ء میں تحریری، اور بعدہ 1907ء میں قادیان حاضر ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود و امام الزماں سے شرف ملاقات حاصل کیا اور اسی ملاقات میں بلا کسی قسم کے تردد و ہچکچاہٹ کے دستِ مسیح پر بیعت کرنے کے اعزاز سے مشرف ہوئے، الحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ابتلاؤں کا پُر آشوب دور

بعد ازاں قادیان سے واپسی پر کچھ عرصہ تک تخت بھائی کے نواحی گاؤں پاتے ٹکر میں مسجد میاگان میں امامت کراتے رہے۔ چونکہ اس علاقے میں آپؓ کے زہد و تقویٰ کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا اس لئے اہل علاقہ آپؓ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اسی وجہ سے آپؓ کی امامت پر خوش تھے۔ فریضہ امامت کے شروع کرنے کے تقریباً ایک ہفتہ بعد آپؓ نے تمام گاؤں والوں کو اکٹھا کیا اور امام مہدی کے ظہور کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا کہ وقت ہو چکا ہے اور امام مہدی ظہور فرما چکے ہیں۔ مزید فرمایا کہ میں نے جا کر تسلی کرنے کے بعد ان کی بیعت کر لی ہے، آپ لوگ بھی کر لیں، لیکن لوگوں نے نہ مانا، اور آپؓ کو اس مسجد کی امامت سے فارغ ہونا پڑا۔ جس کے بعد گاؤں میں آپؓ کی مخالفت بڑھنے لگی، یہاں تک کہ آپؓ کے قتل کے منصوبے بنائے جانے لگے۔ چنانچہ ماہنامہ گزٹ کینیڈا کے جولائی 2016 کے شمارے میں ایک ایمان افروز واقع ان الفاظ میں درج ہے۔

قاتلانہ حملے

”حضرت مولوی معین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قادیان سے واپس آنے کے بعد اپنے گاؤں موضع کوٹ جونگڑا میں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے۔ ایک موقع پر ایک شخص ان کے پاس آیا اور معافی مانگنے لگا۔ پوچھنے پر اس نے (راز) افشاء کیا کہ اس کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا لیکن راستے میں اس کا تانگہ دو دفعہ الٹ گیا۔ اس لئے وہ اس برے ارادے سے باز رہا، اور معافی کا طلبگار تھا۔“

ایک اور موقع پر آپؓ پر ایک اور شخص نے کلہاڑی کا وار بھی کیا لیکن آپؓ معجزانہ طور پر صحت یاب ہوئے۔ بعد ازاں آپ مستقل طور پر مردان ہجرت کر کے تشریف لائے۔

ہجرت مردان

حضرت مولانا صاحبؓ کے صاحبزادے محترم عبدالرحمن صاحب (مولوی فاضل) اپنے خاندان کی ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”جب مخالفت بڑھ گئی، اور قتل کے منصوبے باندھے جانے لگے تو مشیت خداوندی کے تحت سنتِ انبیاؑ کی پیروی میں حضرت مولانا صاحبؓ اپنی اہلیہ اور چار بیٹوں کے ہمراہ ایک لوہے کا ٹرنک اور لالٹین اٹھائے نماز فجر کے بعد پا پیادہ مردان کے لئے نکل پڑے، اور 20 کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کرتے ہوئے تقریباً 8 بجے صبح حضرت میاں محمد یوسف صاحبؓ کے دروازے پر پہنچے۔ حضرت میاں صاحبؓ نے حضرت مولانا صاحبؓ کو گلے لگا کر ”میرا بھائی آ گیا، میرا بھائی آ گیا“ کہتے ہوئے اس بے سروسامان قافلہ کو اپنے گھر واقع بازار بکٹ گنج مردان میں خوش آمدید کہا۔“

محترم مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل مزید بیان کرتے ہیں کہ

”کچھ عرصہ بعد ہم نے حضرت میاں صاحبؓ کے گھر کے ساتھ ایک کچا مکان کرایہ پر لیا اور وہاں منتقل ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد اس مکان کی چھت آدھی گر گئی لیکن مکین بفضل تعالیٰ محفوظ رہے، میں (مولوی عبدالرحمن صاحب) باہر نکلتے ہوئے دروازہ بند کرنے لگا ہی تھا کہ ایک شہتیر میرے ہاتھ پر آ گرا جس سے میرے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی، اس حادثہ کے بعد ہم دوبارہ حضرت میاں محمد یوسف صاحبؓ کے گھر منتقل ہو گئے“۔

حضرت میاں صاحبؓ کے ہاں رہائش کے دوران بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ حضرت مولانا صاحبؓ کہیں سے گھی کا ایک خالی کنستر لائے تھے، اس میں یہ مہاجر خاندان اپنے لئے چائے بھی تیار کرتے اور سالن بھی پکاتا۔ یہی وہ قربانیاں تھیں کہ جن کے بدلے میں آج ان کی اولاد اور اولاد در اولاد پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور ان سب پر اللہ تعالیٰ کے افضال گننے میں نہیں آ رہے، اور مسلسل افضال و برکات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ بہر حال کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا صاحبؓ مردان کے نواحی علاقہ بغدادہ میں ایک مکان کرایہ پر لے کر اس میں منتقل ہو گئے۔

حضرت مولانا صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ کی وفات مردان میں آپؓ کی اسی رہائش گاہ میں ہوئی اور بغدادہ کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

جماعت احمدیہ کے ابتدائی زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخوں میں سے چند شاخیں مردان میں حضرت میاں محمد یوسف صاحبؓ کے مکان

کی ڈیوڑھی میں اکٹھی ہو کر نمازیں پڑھتیں، جن پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ شمع احمدیت کے ان ابتدائی پروانوں کی تعداد 40 تک جا پہنچی اور وہ ڈیوڑھی انتہائی کم پڑنے لگی، جہاں یہ نمازی نہایت مشکل سے نمازیں پڑھتے تھے۔

بیت الذکر مردان کی خریداری اور شہادت

اس کے بعد ان ہستیوں نے مردان کے علاقہ بکٹ گنج میں ایک سکھ کا ملکیتی مکان کرایہ پر لیا، جس کے بعد نہایت نامساعد حالات سے نمٹنے اور اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں مورخہ 17/اگست 1917ء کو بکٹ گنج کے علاقہ میں ہی ایک اور جگہ قیمتاً خرید کر اسے باقاعدہ مسجد کی شکل دی۔ اس مسجد کے ساتھ 17/اگست کی تاریخ کی خاص نسبت معلوم ہوتی ہے کیونکہ 17/اگست 1917ء کو خریدی گئی۔ 17/اگست 1986ء کو اس وقت کے نمرود کی حکومت میں اس مسجد کو شہید کیا گیا۔ اور ٹھیک دو سال بعد 17/اگست 1988ء کو ہی وقت کا یہ نمرود اپنی ہی جلائی ہوئی آگ میں ہوا میں ہی جل کر خاکستر ہو گیا۔

تم دعائیں کرو یہ دعا ہی تو تھی، جس نے توڑا تھا سر کبر نمرود کا
ہے ازل سے یہ تقدیر نمرودیت، آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی
(کلام طاہر)

ہمت مرداں مدد خدا

تاریخ احمدیت میں حضرت مولانا صاحبؓ کا ایک واقعہ دورِ خلافت اولیٰ کا یوں درج ہے کہ ''ایک جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔ اور فرمایا کہ چھوہارے تقسیم کرنے کے لئے ایک باہمت نوجوان ہے؟ اس پر مولوی چراغ الدین صاحب (مربی سلسلہ احمدیہ پشاور) کے والد معین الدین صاحبؓ آف مردان کھڑے ہوئے۔ حضور نے دیکھتے ہی فرمایا۔ ''ہمتِ مرداں مدد خدا''۔

(تاریخ احمدیت۔ جلد 3، صفحہ 547، 548)

مالی فراخی

قبول احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا صاحبؓ کی مالی تنگی کو فراخی میں بدل دیا اور حضرت مولانا صاحبؓ نے محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے گاؤں میں دوبارہ تقریباً 40 جریب زمین خریدی، اس کے علاوہ بکٹ گنج بازار مردان میں ایک مکان اور قادیان میں اپنے بیٹوں کے لئے مکانات خریدے جن میں مولوی چراغ دین صاحب اور مولوی عبد الرحمن صاحب آخر تک وہیں مقیم رہے، تاہم تقسیم ہند کے بعد واپس مردان آ گئے، اور سارا خاندان مردان جماعت سے وابستہ رہا۔

جماعتی خدمات

محترم مولانا صاحبؓ ایک لمبے عرصے تک جماعت احمدیہ مردان کے امام الصلوٰۃ رہے، اور بہت سے تبلیغی دورے بھی کئے۔ ان کے ایک زمیندار لال محمد خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن گاؤں کی مسجد میں مولوی وعظ کر رہا تھا کہ قادیانیوں کی دیوار کے سائے میں اگر کوئی بیٹھ جائے تو وہ بھی کافر اور جو اس کا زمیندار ہو تو اس کے کفر میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔ کچھ دنوں بعد وہی مولوی حضرت مولانا صاحبؓ کی زمینوں میں اپنے گھر کے لئے ایندھن کی لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا، کہ میں (زمیندار) نے کہا کہ مولوی صاحب! یہ تو قادیانی کی جائیداد ہے، کیا آپ بھی کافر ہو گئے ہیں؟ تو مولوی کہنے لگا کہ اس وقت آپ کے قبضے میں ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں! اسی مسجد میں جا کر ابھی اپنے الفاظ واپس لو کہ جو کچھ آپ نے کہا تھا وہ غلط کہا تھا۔ تو میں یہ ایندھن کی لکڑی خود آپ کے گھر پہنچا دوں گا۔ جس پر اس نے ایسا ہی کیا۔ اور یوں آنحضور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی پیشگوئی وتخرج الفتنۃ و فیھم تعود (ترجمہ: کہ انہی میں سے فتنے پھوٹیں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے) ایک بار پھر بڑی شان سے پوری ہوئی۔

اسی زمیندار نے ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ گاؤں کے لوگ اکثر مجھے تنگ کرتے تھے کہ میں قادیانیوں کا کھاتا ہوں اور مختلف باتیں کرتے تھے، لہٰذا تنگ آمد بہ جنگ آمد، میں نے ان کو کہا کہ مجھے تو اتنا کچھ معلوم نہیں، ایسا کرتے ہیں کہ آپ اپنے مولوی لے آئیں اور میں ان قادیانیوں کو مردان سے لے آؤں گا، پھر آپس میں مناظرہ کر کے دیکھ لیں کہ کون ٹھیک ہے۔ لہٰذا جمعہ کے دن عصر کا وقت مقرر کر کے سب کو مطلع کر دیا گیا۔ مردان سے مولوی معین الدین صاحبؓ اور میاں محمد یوسف صاحب وقت پر پہنچ گئے لیکن باقی مولوی نہ آئے۔ جب میں ان کو لینے گیا تو بہت سی کتابیں مجھے دے کر میرے ساتھ چل پڑے۔ راستے میں پوچھنے لگے کہ یہ ''مضر'' کیا کہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ زیادہ تو میں کچھ نہیں جانتا آپ خود پوچھ لینا، لیکن ہاں اتنا پتہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ مولویوں کو مت کھلاؤ پلاؤ، ان کو صدقہ خیرات مت دو۔۔۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ وہیں رک گئے اور کہنے لگے کہ یہ ہمارا حق نہیں مانتے تو ان کے ساتھ باتیں کرنا ہی کفر ہے۔ اور وہیں سے واپس ہو گئے۔ زمیندار کہتا ہے کہ واپس آ کر میں نے حضرت مولانا صاحب اور حضرت میاں صاحب رضوان اللہ علیہم کو سارا ماجرا سنا دیا۔ لہٰذا وہ واپس مردان چلے گئے۔

تحریک جدید میں شمولیت

حضرت مولوی صاحب بفضل تعالیٰ موصی تھے اور 1934ء کے پانچ ہزاری مجاہدین میں (نمبر شمار 4011، کمپیوٹر کوڈ 3825 پر) تاحال شامل ہیں، الحمد للہ علیٰ ذالک۔ خلافت کے ساتھ ان کا بہت لگاؤ تھا ایک دن بھی خلافت سے علیحدہ نہیں رہے۔ زیادہ وقت قادیان میں گزارتے، صاحب کشف و الہام اور مستجاب الدعوات بزرگ بھی تھے، گاؤں کے اکثر غیر احمدی لوگ مشکل وقت میں باوجود مخالفت کے حضرت مولانا صاحب ہی کی طرف دعا کے لئے رجوع کرتے۔ حضرت مولانا صاحبؓ خود بھی جماعت اور خلافت سے ہمیشہ وابستہ رہے اور اولاد کو بھی نصیحت کرتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت ان کی پانچویں نسل چل رہی ہے اور محض اور محض اللہ کے فضل و کرم سے تمام اولاد در اولاد جماعت اور خلافت سے وابستہ ہیں، اللہ تعالیٰ آئندہ بھی آپ کی تمام نسل کو تاقیامت جماعت اور خلافت سے وابستہ رکھے، اٰمین۔

وفات

حضرت مولانا صاحبؓ نے تقریباً 82 سال کی لمبی عمر پا کر یکم جون 1950ء کو مردان میں وفات پائی، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مردان کے عام قبرستان میں آسودۂ خاک ہوئے اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں یادگاری کتبہ نصب ہوا۔ اس کتبہ کے مطابق آپؓ کا سن ولادت 1868ء، سن بیعت 1907ء، تاریخ وصیت 31 جولائی 1936ء، وصیت نمبر 4608 جب کہ حصہ وصیت 1/5 درج ہے۔

شعبہ امور خارجہ جماعت احمدیہ کینیڈا کے تحت
امورِ خارجیہ کانفرنس و ریفریشر کورس سیکرٹریانِ امورِ خارجہ کینیڈا

مکرم محمد سلطان ظفر صاحب نمائندہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل کینیڈا

شعبہ امورِ خارجیہ کینیڈا کے تحت ہونے والی تیسری، تین روزہ کانفرنس کے لیے 19 تا 21/ نومبر 2022ء کو کینیڈا کی تمام جماعتوں کے سیکرٹریانِ امورِ خارجیہ کو کینیڈا کے دارالحکومت آٹوا میں مدعو کیا گیا جو ٹورانٹو شہر سے 400 کلومیٹر سے زائد فاصلہ پر واقع ہے۔ کینیڈا کا چوتھا بڑا، دس لاکھ سے زائد آبادی والا آٹوا شہر، دریائے آٹوا کے کنارے پر واقع ہے جس کے دوسری طرف صوبہ کیوبک ہے۔ اس کانفرنس کا بنیادی مقصد حالیہ جماعتی انتخابات کے بعد منتخب ہونے والے سیکرٹریان امورِ خارجیہ کے لیے ریفریشر کورس کا اہتمام کرنا نیز کینیڈین پارلیمنٹ کے منتخب عوامی نمائندگان کے ساتھ احمدی مسلمانوں کو درپیش مسائل پر تبادلہ خیال کرنا تھا۔

اس کانفرنس کی تیاری کے لیے بہت سے رضا کاروں کی کئی ماہ کی سخت محنت شامل تھی جس کی تفصیل آگے پیش کی جائے گی۔

مورخہ 19/ نومبر کو کینیڈا بھر سے سیکرٹریان امورِ خارجیہ، ملکی دارالحکومت کے معروف "کینیڈین ٹائر سینٹر" پر صبح نو بجے سے اکٹھے ہونا شروع ہوگئے۔ یہ سیکرٹریان سینکڑوں میل کا سفر بذریعہ کار یا ہوائی جہاز طے کرکے پہنچ رہے تھے۔ کینیڈین ٹائر سنٹر، آئس ہاکی کا سٹیڈیم ہے جس میں تقریباً بیس ہزار افراد کی گنجائش ہے۔ تمام مہمانوں کے لیے ایک enclosure پہلے سے بک کروایا گیا تھا۔ ساڑھے بارہ بجے نمازِ ظہر و عصر ایک مختص ہال میں ادا کی گئیں جس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا اور ساتھ ساتھ آٹوا اور نیو جرسی کے درمیان ہاکی میچ بھی دیکھا گیا۔ میچ کے اختتام پر تمام مہمان مسجد بیت النصیر کے لیے روانہ ہوئے جہاں مغرب وعشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد افتتاحی اجلاس مکرم لال خان ملک صاحب امیر جماعت کینیڈا کی زیرِ صدارت شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکرم نبیل مرزا صاحب مربی سلسلہ نے سورۃ المومنون کی آیات 1 تا 12 کی تلاوت کی نیز فرنچ اور انگلش میں ترجمہ پیش کیا۔

مکرم آصف خان صاحب نیشنل سیکرٹری امورِ خارجیہ نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ وہ چھٹیاں کرکے اپنے خرچ پر اس کانفرنس میں شریک ہوئے ہیں۔ انہوں نے نیشنل اور مقامی جماعت کے تمام رضا کاروں کا بھی دلی شکریہ ادا کیا جن کی وجہ سے یہ پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔

افتتاحی تقریر میں مکرم امیر صاحب جماعت کینیڈا نے کہا کہ سیکرٹریان امورِ خارجیہ نہ صرف جماعت کے سفیر ہیں بلکہ ان کی ذمہ داری ہے کہ اپنی جماعتوں میں اپنے ان کاموں کا بھی تعارف کروائیں جو اس شعبہ کے تحت ہوتے ہیں اور ممبرانِ جماعت کو آگاہ کریں کہ جماعت کے لیے ان کاموں کے کیا فوائد ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس شعبہ کی ذمہ داری ہے کہ حکومت کے ساتھ جماعت کے تعلقات کو بہتر بنائے تا کہ جماعت کو مساجد اور دیگر تعمیرات کے لیے بآسانی اجازت مل جایا کرے جس کی ایک حالیہ مثال بریڈفورڈ شہر میں قبرستان کے لیے منظوری ملنا ہے۔ نیز حکومتی نمائندوں کو ہمارے مسائل کا علم ہوتا کہ حسبِ ضرورت ہماری جائز مدد کے لیے تیار ہوں۔ امیر صاحب نے اس شعبہ کے تحت ہونے والے بعض دوسرے کاموں کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا۔ تقریر کے اختتام پر امیر صاحب نے دُعا کروائی جس کے بعد عشائیہ پیش کیا گیا۔

20 نومبر بروز اتوار دن کا آغاز نمازِ فجر اور درس سے ہوا۔ بعد ازاں ناشتہ پیش کیا گیا۔

مسجد بیت النصیر میں ہونے والے آج کے اجلاس کی باقاعدہ کارروائی صبح ساڑھے نو بجے دُعا سے شروع ہوئی جو مکرم امتیاز سرا صاحب مربی سلسلہ نے کروائی۔ سیکرٹری صاحب امورِ خارجیہ جماعت کینیڈا نے شعبہ امورِ خارجیہ کے فرائض اور ذمہ داریاں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیں۔ انہوں نے یہ بھی

بتایا کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے کیسے اسلام اور نظامِ جماعت کا تعارف کروایا جاتا ہے نیز مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق قائم کرنے کے لیے کن چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔

اس کے بعد مختلف سیکرٹریان کو گروپس میں تقسیم کر کے ان کو ہدایات دی گئیں کہ وہ ایسے طریقہ کار سوچیں جن سے جماعتیں مقامی سطح پر اسلام اور نظامِ جماعت کا تعارف زیادہ سے زیادہ لوگوں سے کرواسکیں۔ ایک گھنٹے کے بعد تمام گروپس دوبارہ اکٹھے ہوئے اور اپنی اپنی تجاویز ممبران کے سامنے پیش کیں اور سوالوں کے جوابات دیے۔

نمازِ ظہر وعصر کے بعد ظہرانہ پیش کیا گیا جس کے بعد نیشنل میڈیا ٹیم نے صفوان چودھری صاحب کی قیادت میں مقامی و قومی میڈیا سے بہتر تعلقات قائم کرنے کے لیے لائحہ عمل پیش کیا نیز مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔ بعد ازاں شعبہ ہیومن رائٹس کے منتظم ڈاکٹر کاشف احمد صاحب نے پاکستان اور چند دوسرے ممالک میں احمدی مسلمانوں کو درپیش مسائل کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا اور ان کی مدد کے لیے لائحہ عمل تجویز کیا۔ اس موقع پر چار ممبران نے پاکستان میں خود یا اہلِ خانہ پر ہونے والے دردناک مظالم کا حال سُنایا۔ ان حالات کو براہِ راست سُن کر حاضرین کی اکثریت اشک بار ہوگئی۔

مغرب وعشاء کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد نیشنل سیکرٹری صاحب امورِ خارجیہ نے گذشتہ دو دنوں کی کارروائی کو مختصراً دہرایا اور تیسرے دن کے پروگرام کی تفصیلات بیان کیں۔

آج کا آخری پروگرام دارالحکومت آٹواہ کے عمائدین کے ساتھ عشائیہ تھا۔ مہمانوں میں اسلامک ریلیف کونسل اور ہزارہ کمیونٹی کے امام، اسماعیلی کمیونٹی کے علاقائی صدر اور پبلک ریلیشنگ ڈائریکٹر، ممبر پارلیمنٹ یاسر نقوی، آٹواہ پولیس کے نمائندہ ملِگو نسیم، مقامی پادری اور کئی سرکاری عہدیدار شامل تھے۔

21 نومبر بروز پیر اس کانفرنس کا تیسرا اور آخری دن تھا۔ مسجد بیت النصیر میں سوا چھ بجے نماز فجر ادا کی گئی۔ بعد ازاں درسِ قرآنِ کریم دیا گیا۔ ساڑھے چھ بجے احباب کی خدمت میں ناشتہ پیش کیا گیا۔

تمام احباب نے صبح آٹھ بجے Sussex Drive پر واقع ”اسماعیلی امامت“ کا دورہ کیا اور اسماعیلی وفد کے ساتھ پہلے سے طے شدہ ملاقات کی۔ یہ خوبصورت عمارت فنِ تعمیر کا بہت اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس کی دیواروں، چھت، فرش اور چہار باغ کو اسماعیلی تاریخ اور ثقافت سے متاثر ہوکر جاپانی ماہر تعمیرات Fumihiko Maki نے ڈیزائن کیا ہے۔ فرش کی 49 مربع اشکال، اسماعیلی فرقہ کے موجودہ 49ویں امام کی مناسبت سے بنائی گئی ہیں۔ اس کا ہال بغیر ستونوں کے ہے جس کی جالی دار خوبصورت دیواریں چھت کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں۔ یہ چھت بذاتِ خود بیرونی ستونوں پر قائم ہے جن کے درمیان شیشہ نصب کیا گیا ہے۔ جالی دار دیواروں اور چھت سے جب سورج کی روشنی فرش پر پڑتی ہے تو اس سے نہائت خوبصورت ڈیزائن بنتے ہیں۔

تین سے چار سیکرٹریانِ امورِ خارجیہ پر مشتمل دس گروپس کی ملاقاتیں 38 ممبرانِ پارلیمنٹ سے صبح نو بجے سے شام چھ بجے تک، مختلف اوقات میں طے تھیں۔ جن گروپس کی ملاقاتیں صبح نو بجے طے تھیں وہ اسماعیلی امامت سے جلد رخصت ہوگئے جبکہ بقیہ احباب نو بجے پارلیمنٹ کے لیے روانہ ہوئے۔

کینیڈین پارلیمنٹ کی عمارت جس کو ”پارلیمنٹ ہِل“ یا ”دِی ہِل“ بھی کہا جاتا ہے، 111 Wellington Street پر واقع ہے۔ اس عمارت کے ارد گرد کئی عمارتیں ہیں جن میں ممبران پارلیمنٹ کے ذاتی دفاتر ہیں۔ ان تمام عمارتوں کی حفاظت کے خصوصی انتظامات ہیں جس کی ذمہ داری Parliamentary Protective Service کے سر ہے جو ایک خود مختار مسلح ایجنسی ہے۔ ان عمارتوں میں صرف وہ لوگ داخل ہوسکتے ہیں جن کی ملاقاتیں پہلے سے طے شدہ ہوں اور ممبران پارلیمنٹ کی طرف سے ان کے نام ریسپشن پر پہلے سے دیے گئے ہوں۔ داخلی دروازہ پر ہر شخص کی شناخت کی جاتی ہے اور فہرست میں نام موجود ہونے کے باوجود متعلقہ ممبر پارلیمنٹ سے فون پر رابطہ کر کے کنفرم کیا جاتا ہے بعد ازاں سخت چیکنگ سے گزر کر اندر جایا جاسکتا ہے۔ شعبہ امورِ خارجیہ کے ممبران کی انتھک محنت، کوشش اور کوآرڈینیشن تھی کہ 38 ممبران پارلیمنٹ، سینٹرز اور وزراء سے ایک ہی دن میں مختلف اوقات میں، مختلف گروپس کے لیے ملاقاتوں کا وقت لیا گیا اور قبل از وقت تسلی کی گئی کہ تمام معلومات سیکیورٹی کو بروقت مہیا ہوں تاکہ بغیر کسی دِقت کے مختلف عمارات اور دفاتر

میں آنے جانے کا سلسلہ تمام دِن جاری رہے۔

انہی ملاقاتوں کے دوران دوپہر بارہ بجے، بیشتر سیکرٹریان نے، سرجان میکڈانلڈ روم نمبر 101 میں کنزرویٹو پارٹی کے 24 ممبران پارلیمنٹ کے ساتھ لنچ کیا۔ اس ملاقات میں پارٹی کے سربراہ Pierre Poilievre بھی شامل تھے جن کے بارہ میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ کینیڈا کے اگلے وزیرِاعظم ہوسکتے ہیں۔ بعدازاں اسی جگہ پر دوپہر ڈیڑھ بجے نمازِ ظہروعصر ادا کی گئیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد سیکرٹریان نے دوپہر دو سے تین بجے تک پارلیمنٹ کی کارروائی ملاحظہ کی۔ مکرم امیر صاحب اور سیکرٹریانِ امورِ خارجیہ کی آمد پر پارلیمنٹ ممبر Francesco Sorbara نے احبابِ جماعت کو پارلیمنٹ میں خوش آمدید کہا۔ سوال وجواب کا سیشن ختم ہونے پر پارلیمنٹ ممبر Kyle Seeback نے ایک پٹیشن پارلیمنٹ میں پیش کی جس کا متن ذیل میں درج ہے۔

Petitions to the House of Commons e-4191 (Foreign affairs)

Petition Details:

Whereas:

- Ahmadi Muslims in Pakistan have effectively been denied the right to vote and essentially have been disenfranchised from the full and equal participation of a citizen's democratic right to vote because of their faith and belief;

- To register as voters, Ahmadis must either renounce their faith or agree to be placed in a separate electoral list and accept their status as non-Muslim in contravention of their religious freedom rights; and

- Through Section 48A of the Pakistan Elections Act of 2017, Ahmadis must renounce their faith to be included in any voters list.

We, the undersigned, citizens and residents of Canada, call upon the Government of Canada to:

Urge the Pakistani government to immediately repeal Section 48A of the Elections Act and permit Ahmadi Muslims to vote alongside all other citizens of Pakistan as part of a joint electorate; and

Urge the Pakistani government to create fair and democratic election process for all Pakistanis without any discrimination or prejudice or mention of anyone's religion.

اس کے بعد پارلیمنٹ ممبر Francesco Sorbara نے احمدیہ مسلم جماعت کی حمایت میں دوسری پٹیشن کینیڈین پارلیمنٹ میں پیش کی۔

سہ پہر تین بجے Global Affairs Canada کے ذیلی ادارہ Human Rights, Freedom and Inclusion کے وفد کے ساتھ ملاقات کی گئی۔ جبکہ چار بجے نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبرانِ پارلیمنٹ کے ساتھ ملاقات کی گئی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

شام چار بج کر پچاس منٹ پر نمازِ مغرب اور عشاء ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد لبرل پارٹی کے ممبرانِ پارلیمنٹ کے ساتھ ملاقات کی گئی جو چھ بجے تک جاری رہی۔

شعبہ امورِ خارجیہ کے تحت Parliamentary Friends Association of the Ahmadiyya Muslim Jama`at کے نام سے ایک ایسوسی ایشن قائم ہے جس کے ممبران ایسے تمام ممبرانِ پارلیمنٹ ہیں جو احمدیہ مسلم جماعت سے دوستی کا تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ممبران اپنی سیاسی جماعتوں سے وابستگی سے بالاتر ہوکر اس ایسوسی ایشن کے ممبر بنتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ 33)

بیت الاسلام مسجد (کینیڈا) کے
30 سال مکمل ہونے کے موقع پر خصوصی تقریبات کی چند جھلکیاں

مکرم ناصر احمد وینس صاحب نمائندہ سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل کینیڈا

مورخہ 28/ اکتوبر 2022ء کو جماعت احمدیہ کینیڈا کی شمالی امریکہ میں ایک بڑی مسجد، بیت الاسلام کے تیس سال مکمل ہونے پر ایک خصوصی تقریبِ شکرانہ منعقد ہوئی۔

یاد رہے کہ 30 سال قبل 16/ اکتوبر 1992ء کو حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا جمعة المبارک کی نماز کی ادائیگی کے ساتھ باقاعدہ افتتاح فرمایا تھا۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے ان تیس سالوں کے دوران ہزارہا غیر از جماعت مسلم و غیر مسلم مہمانان گرامی اس مسجد کو دیکھ چکے ہیں۔ جن میں کینیڈا کے مختلف سرکردہ افراد جن میں وزیر اعظم کینیڈا، پریمیر (وزیر اعلیٰ) اونٹاریو وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مورخہ 28/ اکتوبر 2022ء کو حکومت کی طرف سے ”اسلامی ثقافتی مہینہ“ کے طور پر منانے کے سلسلہ میں مسجد بیت الاسلام میں بھی ایک خصوصی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کم و بیش 220 طلبا اور 37 دیگر مہمانوں نے شرکت کی۔ (جس کی تفصیلی رپورٹ مع تصاویر جنوری ء کے گزٹ میں شائع ہوچکی ہے۔)

تمام مہمانوں کو مسجد کا گائیڈڈ دورہ کروایا گیا نیز ان کا پیس ولیج اور وہاں کے مربی صاحبان کے ساتھ سوال و جواب کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر جامعہ احمدیہ کینیڈا کے بعض طلباء بھی موجود تھے۔

مہمانوں کو مسجد کی تاریخی تصاویر، معلومات اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ جات پر مبنی ویڈیوز بھی دکھائی گئیں۔ جب کہ لجنہ اماء اللہ کی ٹیم نے مہمان خواتین کو مسجد کے زیریں حصہ جہاں خواتین نماز ادا کرتی ہیں اور دیگر پروگرام بھی کرتی ہیں جسے لیڈیز ہال کہا جاتا ہے، اس کا دورہ کروایا۔

آخر میں مہمانوں کی خدمت میں ریفریشمنٹس پیش کی گئیں۔ نیز مہمانوں کو مسجد کے تیس سال مکمل ہونے کے حوالہ سے خصوصی تحائف بھی پیش کیے گئے۔

اس تقریب کے انعقاد کی قبل از وقت، فیس بک اور انسٹاگرام وغیرہ جیسے ذرائع ابلاغ پر تشہیر بھی کی گئی تھی۔ جس سے کثیر افراد تک رسائی ہوئی۔ بہت سے افراد نے اس خصوصی پروگرام کی تشہیر کو دیکھ کر، اس میں شمولیت اور مزید معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی کا اظہار کیا۔

سات مدعو مہمانوں نے اسلام اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں کتب کا آرڈر بھی دیا۔ جن میں قرآن حکیم مع انگریزی ترجمہ، اسلامی اصول کی فلاسفی، مذہب کے نام پر خون، اسلام اور ہیومن رائٹس اور عیسائیت کے بارہ میں کتب وغیرہ شامل تھیں۔

مہمانوں کے تاثرات

مسجد کا دورہ کرنے والے مہمانوں نے دورہ کے بارہ میں مسرت کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی ظاہر کی۔

- ایک جوڑے نے بتایا کہ وہ اس مسجد سے صرف پانچ منٹ کی مسافت پر، گزشتہ 25 سال سے رہائش پذیر ہیں۔ وہ اس مسجد میں آنے کے خواہشمند تھے۔ لیکن انہیں قبل از یں یہ معلوم نہ تھا کہ ایسا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔
- نوبلٹن کے یونائیٹڈ چرچ سے تعلق رکھنے والے مہمان بھی آئے تھے جو کافی عرصہ تک مسجد میں ٹھہرے رہے اور جماعت کے مربیان کرام سے معلومات حاصل کرتے رہے۔
- ایک مدعو مہمان نے اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ تاہم انہوں نے کہا کہ وہ ابھی اس بارہ میں کچھ مزید تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ مربی صاحب نے ان سے دوبارہ ملنے کے عزم کا اظہار کیا۔

یارک ریجن پولیس کا مسجد بیت الاسلام کا خیرسگالی دورہ

مورخہ 3/ نومبر 2022ء کو یارک ریجن (جس میں بیت الاسلام مسجد بھی واقع ہے) کے 60 سے زائد آفیسرز، پولیس کی خصوصی بس میں مسجد پہنچے اور خیرسگالی دورہ کیا۔

مکرم مربی صاحب پیس ولیج و دیگر عہدیداران نے پولیس افسران کو مسجد کا خصوصی دورہ کرایا، نیز اسلام و احمدیت کا تفصیلی تعارف بھی پیش کیا۔ دورہ کے اختتام پر پولیس افسران نے کافی دلچسپی کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ سے متعلق مختلف سوالات پوچھے جن کے انہیں تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔

آخر میں مہمانوں کی ریفریشمنٹس سے تواضع کی گئی۔ مزید برآں مہمانوں کو ایک ایک گفٹ پیک بھی دیا گیا جس میں اسلام سے متعلق معلوماتی فلائرز اور دیگر تحائف شامل تھے۔ الحمد للہ یہ ان کے لیے ایک نہایت کامیاب و معلوماتی دورہ تھا۔

ایم ٹی اے کینیڈا نے بھی اس دورہ کی ریکارڈنگ کی۔ اس موقع پر ایک انسپکٹر آف پولیس (یارک ریجن) کا خصوصی انٹرویو بھی ریکارڈ کیا گیا۔ تمام مہمان آفیسرز اس دورہ کے تجربہ سے کافی متاثر نظر آ رہے تھے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت الاسلام کو نوع انسانی کی رشد و ہدایت کا بہترین ذریعہ بنا دے۔ آمین!

> **جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو**
>
> (الہامی مصرعہ از درِّثمین اردو، صفحہ 189)

مسجد بیت الاسلام کی تیس سالہ تقریبات کی چند جھلکیاں

بچوں کا صفحہ

پیارے بچو! احمدیہ گزٹ کینیڈا نے گزشتہ ماہ سے بچوں کے ایک صفحہ کا آغاز کیا ہے۔ امید ہے آپ کو یہ صفحہ پسند آیا ہوگا۔ آپ کی طرف سے موصول ہونے والی دلچسپ معلومات، مضامین، وغیرہ بھی اس صفحہ کا حصہ بنتے رہیں گے۔ آپ اپنی آراء درج ذیل ای میل پر بھجوا سکتے ہیں۔

editor@ahmadiyyagazette.ca

حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

23 مارچ 1889ء کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے گھر پر پہلی بیعت لی۔ آپ کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ تھے۔ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ 1841ء میں بھیرہ جو پنجاب میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد کا نام حافظ غلام رسول صاحب تھا۔ آپ حضرت عمر فاروقؓ کی نسل میں سے تھے۔ آپؓ کی والدہ کا نام نور بخت صاحبہ تھا۔ آپؓ کے والدین کو قرآن کریم سے عشق تھا۔ آپؓ نے قرآن کریم اپنے والدین سے پڑھا۔ اس کے بعد حصول تعلیم کے لیے لاہور سمیت ہندوستان کے بہت سے شہروں اور پھر مکہ اور مدینہ کے سفر اختیار کئے۔ آپؓ جموں و کشمیر میں مہاراجہ کے شاہی طبیب بھی رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد 1893ء میں آپؓ حضور علیہ السلام کی خدمت میں قادیان آ کر آباد ہو گئے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپؓ کے متعلق فرمایا کہ "وہ ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔" یعنی جس طرح نبض سانس کی پیروی کرتی ہے، آپؓ اس طرح حضور علیہ السلام کی پیروی کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو پہلے خلیفۃ المسیح کے منصب پر فائض فرمایا۔ آپؓ کی وفات 13 مارچ 1914ء کو قادیان میں ہوئی۔

ذہانت آزمائیں

مختلف ملکوں اور شہروں کے نام تلاش کریں

ا	س	ی	ر	ط	ق	و	م
م	س	ا	ب	ش	ا	م	د
ر	ڈ	س	و	ر	د	ص	ی
ی	ر	ر	ہ	پ	ی	ر	ن
ک	ق	ہ	ک	م	ا	ل	ہ
ہ	ن	د	ر	ا	ن	ج	ی

مدینہ۔ قطر۔ مصر۔ شام۔ قادیان۔ ربوہ۔ امریکہ۔ اردن۔ مکہ۔ روس

جماعت احمدیہ کا نام کس نے رکھا اور کیسے رکھا گیا؟

جرمنی کے ایک واقف نو بچے کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی رکھا ہے اور 1901ء میں جب مردم شماری ہوئی۔ ... مردم شماری حکومت کرتی ہے کہ ہمارے ملک کی آبادی کتنی ہے۔ کتنے مرد ہیں، کتنی عورتیں ہیں، کتنے بچے ہیں۔ کس کس مذہب کے لوگ رہنے والے ہیں۔ ہر دس سال کے بعد کرتے ہیں۔ تو انڈیا میں 1901ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد کو کہا کہ ہمیں دوسرے مسلمانوں سے ممتاز کرنے کے لیے علیحدہ رکھنے کے لیے یہ بتانے کے لئے کہ ہم احمدی ہیں، احمدی مسلمان ہیں جنہوں نے مسیح موعودؑ کو مانا ہے تو تم اپنے ساتھ احمدی مسلمان لکھنا۔ اس مردم شماری کے جب فارم آئے تو اس میں احمدی مسلمان لکھنا تا کہ پتہ لگ جائے کہ ہم احمدی ہیں اور ملک کو بھی پتہ لگ جائے کہ ہماری کتنی تعداد ہے۔ اس لیے احمدی نام رکھا گیا اور اس وقت سے رکھا گیا۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 11 جولائی 2014ء)

کوئز

1۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں کس کے گھر پر سب سے پہلی بیعت لی؟

2۔ حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ کہاں پیدا ہوئے؟

3۔ مردم شماری کیا ہوتی ہے؟

4۔ جماعت احمدیہ کا نام کس نے رکھا؟

Image by Freepik

بقیہ از خلاصہ جات خطباتِ جمعہ

ایک مرتبہ آپؓ کا ایک غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپؓ کی شکایت لے کر آیا اور کہا حاطبؓ ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا تُو نے جھوٹ بولا۔ وہ ہرگز اس میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شامل ہوا تھا۔

حضور انور نے آخر میں فرمایا کہ کچھ ذکر رہ گیا ہے جو ان شاءاللہ بعد میں بیان کردوں گا۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 6، 13، 20، 27 جنوری 2023ء)

بقیہ از جماعت احمدیہ کینیڈا کے شعبہ امور خارجیہ کی ایک تاریخی کانفرنس اور ریفریشر کورس

شام چھ بجے اس ایسوسی ایشن کی سالانہ جنرل میٹنگ ہوئی جس کے اختتام پر سات بجے سب مہمانوں کو عشائیہ پیش کیا گیا۔

رات آٹھ بجے اس تین روزہ کانفرنس کا اختتام دُعا کے ساتھ ہوا۔ اکثر سیکرٹریان امورِ خارجیہ اپنے اپنے گھروں کے لیے روانہ ہوئے۔ ان میں سے بہت سارے بقیہ رات ڈرائیونگ کرتے ہوئے علی الصبح اپنے گھروں کو پہنچے جہاں اگلے دن اپنے اپنے کاموں پر جانا تھا۔ کچھ سیکرٹریان بذریعہ جہاز اپنے گھروں کو علی الصبح روانہ ہوئے۔

یاد رہے کہ اس کانفرنس میں شمولیت کے لیے تمام سیکرٹریان نے اپنے سفروحضر کے اخراجات انفرادی طور پر خود برداشت کیے تھے۔ محدود تعداد میں سیکرٹریان کے لیے مسجد بیت النصیر اور احمدیہ مشن ہاؤس میں سونے کا انتظام تھا۔ ریجنل امیر ایسٹرن اونٹاریو مکرم علیم الدین صاحب، صدر صاحب آٹواہ ایسٹ مکرم قدوس چودھری صاحب اور صدر صاحب آٹواہ ویسٹ مکرم اویس محمود صاحب اور ان کے ساتھی کارکنان نے بہت جانفشانی کے ساتھ تینوں دن، تین وقت کا کھانا بروقت تیار کیا جس میں عمائدین کے لیے خصوصی عشائیہ بھی شامل تھا، نیز ہر سیشن کے انتظامات کے لیے اور مہمانوں کے قیام کا بہت اعلیٰ انتظام کیا جس کے لیے شعبہ امورِ خارجیہ ان کا دِلی شکر گزار ہے۔ اس پروگرام کی فوٹوگرافی تینوں دن مکرم شفیق احمد خان صاحب نے بہت محنت سے کی۔ اللہ تعالیٰ تمام انتظامیہ اور رضاکاروں کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے کئی ماہ سخت محنت اور کوشش کر کے اس کانفرنس کا نہایت کامیاب انعقاد کیا۔ نیز اللہ تعالیٰ اس اجتماعی کاوش کو بھی قبول فرمائے اور اسلام کا حقیقی پیغام تمام دُنیا تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: محمد سلطان ظفر۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

اعلانِ نکاح

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 16 دسمبر 2022ء مسجد بیت الحمد مسی ساگا ٹرانٹو میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے محترمہ ولیہ خورشید صاحبہ بنت مکرم زاہد احمد خورشید صاحب اور محترمہ ڈاکٹر امۃ المصور صاحبہ کے نکاح کا اعلان مکرم شکیل احمد مرزا صاحب ابن مکرم شاہد احمد مرزا صاحب اور محترمہ نصرت جہاں مرزا صاحبہ سے بعوض بیس ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر فرمایا۔ الحمدللہ

جماعت احمدیہ کی نابغہ رُوزگار شاعر، صاحب طرز ادیب اور مؤرخ محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ مدیر اعلیٰ مجلہ ماہنامہ النور امریکہ سے تحریر فرماتی ہیں کہ عزیزہ ولیہ سلمہا مکرم شیخ خورشید احمد صاحب اور مکرمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ کی پوتی اور مکرم ناصر احمد قریشی صاحب اور خاکسارہ امۃ الباری ناصر کی نواسی ہے۔ بچی کے دادا مکرم شیخ خورشید احمد مرحوم مکرم خان مولوی فرزند علی خان مرحوم امام مسجد فضل لندن کے نواسے تھے جنہوں نے 33 سال بحیثیت اسسٹنٹ ایڈیٹر روزنامہ الفضل خدمت کی سعادت پائی۔ بچی کی دادی اور نانی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت فضل محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرسیاں والے کی پوتیاں اور مکرم عبدالرحیم درویش قادیان کی بیٹیاں ہیں اور مکرم مولانا عبدالباسط شاہد صاحب مربی سلسلہ لندن کی بہنیں ہیں۔ مکرمہ امۃ اللطیف خورشید کی وفات کے موقع پر مارچ 2022ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں ان کا ذکرِ خیر فرمایا تھا اور لجنہ اماء اللہ کے لئے ستر سال پر محیط آپ کی طویل خدمات کو سراہا تھا۔

عزیزہ ولیہ سلمہا کے والدین مکرم زاہد احمد خورشید صاحب اور محترمہ ڈاکٹر امۃ المصور صاحبہ سلسلہ کے خادم ہیں اور ان کے بھائی مکرم وقاص احمد خورشید صاحب مربی سلسلہ ہیں جو امریکہ میں بحیثیت امام متعین ہیں۔

عزیزم شکیل احمد مرزا سلمہ، مکرم مرزا مسعود احمد صاحب اور مکرمہ بشریٰ مرزا صاحبہ کے پوتے ہیں۔ عزیزم شکیل احمد مرزا سلمہ کی دادی درویش قادیان مکرم مرزا عبداللطیف بیگ مرحوم کی بیٹی ہیں۔

عزیزم شکیل احمد مرزا صاحب ابن مکرم شاہد احمد مرزا صاحب کے جد امجد حضرت مرزا غلام اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان آٹھویں پشت پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان سے ملتا ہے۔ آپؓ، مرزا ہادی بیگ کی پندرھویں پشت میں پیدا ہوئے۔ خوش قسمتی سے آپؓ، حضرت اقدسؑ کے خاندان کے ستر افراد میں سے واحد فرد تھے جو آپؑ کے ابتدائی خدام میں شامل تھے اور احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور آگے ان کی نسل چلی۔

عزیزم شکیل احمد مرزا سلمہ کی والدہ محترمہ مکرمہ نصرت جہاں مرزا صاحبہ پشاور کے مکرم مرزا محمود بیگ صاحب اور محترمہ خورشید بیگم صاحبہ (نارووال) انتہائی مخلص فدائی احمدی خاتون تھیں۔ بڑی ہی محنت اور ثابت قدمی کے ساتھ اپنے میاں مکرم مرزا اعظم بیگ صاحب اور بچوں کو احمدیت کی آغوش میں لے کر آئیں اس طرح ماشاءاللہ دونوں طرف کے خاندان حضرت اقدسؑ کے صحابہؓ سے تعلق رکھتے ہیں اور جماعت کے مخلص خدمت گزار ہیں۔ عزیزم شکیل احمد سلمہ نوعمری سے مختلف جماعتی خدمات بجالانے کی سعادت پا رہے ہیں۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔ آمین!

Image by Freepik

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

مکرم محمد انور چوہدری صاحب

23/نومبر 2022ء کو مکرم محمد انور چوہدری صاحب سسکاٹون 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 25/نومبر 2022ء کو مسجد بیت الرحمت سسکاٹون میں نماز جمعہ کے بعد مکرم سعد حیات باجوہ صاحب مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔ اس کے بعد آپ کا جسدِ خاکی کیلگری لے جایا گیا۔ کیلگری میں 26/نومبر 2022ء کو آپ کی نمازِ جنازہ مکرم حافظ عطاالوہاب صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی اور اسی روز گارڈن آف پیس قبرستان کیلگری میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب نے ہی دعا کرائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، مہمان نواز، خلیق، ملنسار، منکسر المزاج، حلیم الطبع، کم گو، دوست نواز، ہمدرد وخیر خواہ، دعا گو انسان تھے۔ نہایت نیک، صالح، مخلص اور فدائی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ ان کا تعلق حضرت چوہدری نورالدین ذیلدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے تھا۔ آپ ان کے چھوٹے بھائی کے نواسے تھے۔ آپ کا خلافت سے اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔

آپ نے اپنے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ بشریٰ انور صاحبہ سسکاٹون، دو بیٹے محترم فضل الٰہی انور صاحب اور محترم عطاالقدوس انور صاحب یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم دلدار احمد صاحب

5 دسمبر 2022ء کو مکرم دلدار احمد صاحب بریڈفورڈ ویسٹ 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 9 دسمبر 2022ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ نہایت نیک صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور دعا گو بزرگ تھے۔ خلافت سے اخلاص ومحبت کا تعلق تھا۔

پسماندگان میں تین بیٹے مکرم شہزاد نور صاحب بریڈفورڈ ویسٹ، مکرم عزیز نور صاحب جرمنی، مکرم اویس نور صاحب پاکستان اور ایک بیٹی محترمہ شازیہ نور مومن صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑے ہیں۔

محترمہ نازش محمود شاد صاحبہ

6/دسمبر 2022ء کو محترمہ نازش محمود شاد صاحبہ نیومارکیٹ 55 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 8/دسمبر 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ڈیڑھ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم محمد آصف صدیقی صاحب صدر نیومارکیٹ جماعت نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، خلیق، ملنسار خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں تین بیٹے مکرم یوسف شاد صاحب، مکرم سامر شاد صاحب اور مکرم اسد شاد صاحب نیومارکیٹ یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم سید کرامت نور صاحب

6/دسمبر 2022ء کو مکرم سید کرامت نور صاحب مارکھم 79 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 9/دسمبر 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی۔ اس کے بعد بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم ڈاکٹر علیم احمد خاں صاحب ونڈسر نے دعا کرائی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، خلیق، ملنسار، منکسر المزاج، حلیم الطبع، کم گو، دوست نواز، ہمدرد وخیر خواہ، دعا گو انسان تھے۔ نہایت نیک، صالح، مخلص اور فدائی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ ان کا تعلق حضرت سید احمد نور کابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔ آپ کا خلافت سے اخلاص کا گہرا تعلق تھا۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ بشریٰ نور صاحبہ مارکھم، چار بیٹیاں محترمہ سمیرا انور خاں صاحبہ یوکے، محترمہ ثوبینہ نور قریشی صاحبہ ملٹن ویسٹ، محترمہ نادیہ نور صاحبہ اور محترمہ شازیہ نور صاحبہ مارکھم یادگار چھوڑی ہیں۔

محترمہ فرحت جبیں صاحبہ

7/دسمبر 2022ء کو محترمہ فرحت جبیں صاحبہ اہلیہ مکرم طاہر احمد صاحب مالٹن جماعت 58 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 11/دسمبر 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پانچ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز بارہ بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم یاسر احمد صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور لجنہ اماء اللہ سید والا کی صدر رہیں۔ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، خلیق، ملنسار خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا مکرم مبارز

احمد طاہر صاحب مسس ساگا، دو بیٹیاں محترمہ نائلہ طاہر صاحبہ، محترمہ مریم بتول صاحبہ مسس ساگا، دو بھائی مکرم افتخار احمد صاحب یوکے، مکرم آفتاب احمد صاحب امریکہ اور دو بہنیں محترمہ ثمینہ جاوید صاحبہ ملائیشیاء اور محترمہ نعیمہ فردوس صاحبہ پاکستان یادگار چھوڑی ہیں۔

مکرم محفوظ احمد صاحب

8/ دسمبر 2022ء کو مکرم محفوظ احمد صاحب سیسکاٹون ساؤتھ ویسٹ جماعت 81سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 14/ دسمبر 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پانچ بجے مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ان کی تدفین پاکستان میں ان کے آبائی گاؤں میں ہوئی۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، خلیق، ملنسار، دعاگو بزرگ تھے۔ آپ کا خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

آپ نے پسماندگان میں بیوہ محترمہ ریاض بیگم صاحبہ، چار بیٹے مکرم عطاء الرب احمد صاحب، مکرم عامر عبداللہ صاحب، مکرم جہاں زیب باجوہ صاحب، مکرم بلال احمد صاحب اور چار بیٹیاں محترمہ صادقہ تبسم صاحبہ، محترمہ میمونہ اختر صاحبہ، محترمہ تنویر اختر صاحبہ اور محترمہ عائشہ مختار صاحبہ سیسکاٹون ساؤتھ ویسٹ یادگار چھوڑی ہیں۔

محترمہ بشریٰ نسیم صاحبہ

12/ دسمبر 2022ء کو محترمہ بشریٰ نسیم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد رفیق خاں صاحب مرحوم بریمپٹن ایسٹ 83سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 16/ دسمبر 2022ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ڈیڑھ بجے مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد نیشنل قبرستان میں تین بجے تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں اور حضرت چوہدری اللہ بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ نہایت نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، خلیق، ملنسار، دعاگو بزرگ خاتون تھیں۔ آپ کا خلافت سے اخلاص کا تعلق تھا۔

محترمہ شمس النساء چوہدری صاحبہ

25/ دسمبر 2022ء کو محترمہ شمس النساء صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرشید چوہدری صاحب مرحوم مسس ساگا ویسٹ 84 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

26/ دسمبر کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ نے ڈیڑھ بجے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور 28/ دسمبر کو بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں بارہ بجے تدفین ہوئی اور مکرم طارق احمد صاحب نے دعا کرائی۔

مرحومہ نیک، صالحہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، دعاگو اور خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔

پسماندگان میں آپ کی بیٹی محترمہ سعدیہ خان صاحبہ مسس ساگا، تین بیٹے مکرم ہمایوں رشید چوہدری صاحب، مکرم عامر رشید چوہدری صاحب مسس ساگا، مکرم ہارون رشید چوہدری صاحب آسٹریلیا اور ایک بہن محترمہ وسیم اختر صاحبہ اوک وِل شامل ہیں۔

محترم محمد یوسف صاحب

26/ دسمبر 2022ء کو محترم محمد یوسف صاحب، سکاربرو نارتھ 69 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

30/ دسمبر کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم عبدالرشید انور صاحب مشنری انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی اور اس کے فوراً بعد نیشنل قبرستان میں تین بجے تدفین ہوئی اور مکرم عبدالحلیم طیب صاحب نیشنل سیکرٹری صنعت وتجارت جماعت احمدیہ کینیڈا نے دعا کرائی۔

مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور خلافت اور نظام جماعت سے گہرا تعلق رکھنے والے تھے۔

پسماندگان میں آپ کی بیوہ محترمہ امۃ المتین صاحبہ ٹرانٹو، تین بیٹے مکرم بلال یوسف صاحب ٹرانٹو، مکرم عثمان یوسف صاحب بیری نارتھ، اور مکرم لقمان یوسف صاحب ٹرانٹو شامل ہیں۔

محترمہ راشدہ سلمیٰ چوہدری صاحبہ

28/ دسمبر 2022ء کو محترمہ راشدہ سلمیٰ چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم راشد احمد چوہدری صاحب مرحوم سڈبری جماعت 91 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

3/ جنوری کو مسجد بیت الاسلام میں نماز ظہر کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر میں احباب وخواتین نے شرکت کی اور اس کے فوراً بعد نیشنل قبرستان میں تین بجے تدفین ہوئی اور محترم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعاگو اور خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔

پسماندگان میں آپ کے دو بیٹے مکرم نجیب پاشا چوہدری صاحب سڈبری، کامران راشد چوہدری صاحب بریڈفورڈ، تین بیٹیاں محترمہ غزالہ مجید چوہدری صاحبہ لندن، محترمہ عزرا نعیم صاحبہ برینٹ فورڈ، محترمہ انجم غفار صاحبہ سڈبری تین بھائی مکرم ڈاکٹر احمد یوسفی راشد صاحب یو۔کے، مکرم نعیم احمد چوہدری صاحب برینٹ فورڈ، مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب جرمنی اور دو بہنیں محترمہ امۃ العزیز صاحبہ اور محترمہ صادقہ نسرین طیب صاحبہ یو۔ایس۔اے شامل ہیں۔

محترمہ فرحت سلطانہ صاحبہ

12/ جنوری 2023ء کو محترمہ فرحت سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم ممتاز احمد خاں ویسٹن ساؤتھ 64 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(بقیہ صفحہ 36)

حلفیہ ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اُسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیے۔ مَیں ایک ذرّہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔“

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 260)

بقیہ از اعلانات

15ر جنوری کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز مغرب کے بعد مکرم آصف احمد خاں مجاہد صاحب مربی سلسلہ نے مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اگلے روز بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں بارہ بجے تدفین ہوئی اور مکرم امتیاز احمد سرا صاحب مربی سلسلہ ریجنل نے دعا کرائی۔

مرحومہ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، ملنسار اور خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والی خاتون تھیں۔

پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا مکرم شعیب احمد خاں صاحب بیلو نائف، تین بیٹیاں محترمہ سدرہ خاں صاحبہ، محترمہ درثمین خاں صاحبہ اور محترمہ نعیمہ مسرت خاں صاحبہ ٹرانٹو ویسٹ یادگار چھوڑی ہیں۔

یاد رہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اور سماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ و قبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ و اقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے۔ اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

افاضاتِ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضانِ الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہوں۔ دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا۔ کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں۔ دوسری اگر کوئی کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ میں آجائے گا جتنا الفاظ میں بیان کیا گیا ہو گا مگر حضرت صاحب کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کھلتا ہے۔ بشرطیکہ خاص شرائط کے ماتحت پڑھی جائیں۔“

(ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم، جلد 5، صفحہ 560)

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتّقا ہے

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

کرو کوشش اگر صدق وصفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے

یہی آئینہ خالق نما ہے
یہی اک جوہر سیف دعا ہے

ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتّقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

یہی اک فخر شانِ اَولیاء ہے
بجز تقویٰ زیادت ان میں کیا ہے

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو، یہی دارُالجزاء ہے

مجھے تقویٰ سے اس نے یہ جزا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ

سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درِثمین اردو، صفحہ 56)